ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
اگست 2019ء

کعبۃ اللہ دنیا کا بہترین خطہ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد کا صدقہ ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

"استحصال کے خاتمہ اور ویمن امپاورمنٹ کیلئے سیاست میں آئی"

سابق رکن قومی اسمبلی بیگم مہناز رفیع سے خصوصی گفتگو

تحریک کے لاکھوں کارکنان کیلئے رول ماڈل

...عدنان جاوید

عیدِ قرباں

بسیار خوری، خطرۂ جان

14th AUGUST

INDEPENDENCE DAY

عدل اور مساوات سے پاکستان مثالی اسلامی ریاست بنے گا

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام محترم عدنان جاوید (مرحوم) کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی

سابقہ رکن قومی اسمبلی بیگم مہناز رفیع کا منہاج القرآن مرکزی سیکرٹریٹ کا وزٹ

محترمہ اُم حبیبہ زونل ناظمہ KPK کا مانسہرہ، ایبٹ آباد کا تنظیمی دورہ

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں
ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

جلد: 26 شمارہ: 8 / ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ / اگست 2019ء

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نور اللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصر اللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سمیعہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام ـــــ فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(73واں یومِ آزادی نظریہ پاکستان اور ریاست مدینہ)		4
فکرِ شیخ الاسلام: کعبہ کی مقدس زمین میلادِ مصطفیٰ کیلئے منتخب ہو چکی تھی	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار	ڈاکٹر فرخ سہیل	8
عدل، مساوات سے پاکستان مثالی اسلامی ریاست بنے گا	طیبہ کوثر	10
حضرت بشر الحافیؒ	جویریہ ابراہیم	13
تفسیر الکبیر، امام فخر الدین رازیؒ کا عظیم علمی شاہکار	ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ	15
(آپ کی صحت) بسیار خوری، خطرہ جان	وشاء وحید	17
راہِ نوردِ شوق: بیگم مہناز رفیع سے خصوصی انٹرویو	انٹرویو: ام حبیبہ، نازیہ عبدالستار	19
تحریک کے لاکھوں کارکنان کیلئے رول ماڈل	قاضی فیض الاسلام	22
عدنان جاویدؒ کی یاد میں (تعزیتی ریفرنس)		26
Pakistan's Legal & Diplomatic Win	Aiman Yousaf	28
MSM An agent of enlightenment	Jaweria Waheed	32

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرق وسطیٰ، جنوب مشرق ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر
ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے
سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184
Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ

(آل عمران، ۳:۹۷، ۹۸)

’’اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) ابراہیم (علیہ السلام) کی جائے قیام ہے، اور جو اس میں داخل ہوگیا امان پا گیا، اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، اور جو (اس کا) منکر ہو تو بے شک اللہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔ فرما دیں: اے اہلِ کتاب! تم اللہ کی آیتوں کا انکار کیوں کرتے ہو؟ اور اللہ تمہارے کاموں کا مشاہدہ فرما رہا ہے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُو اللّٰه، فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (قبیلہ) جُہینہ کی ایک عورت نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کرسکی یہاں تک کہ فوت ہوگئی۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم اس کی طرف سے حج کرو۔ بھلا بتاؤ تو اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا نہ کرتیں؟ پس اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو کیونکہ وہ زیادہ حق دار ہے کہ اُس کا قرض ادا کیا جائے۔‘‘

(المنہاج السوّی، ص۴۸۲)

خواب

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری
اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری
(کلیاتِ اقبال، بال جبری، ص:۷۳۵)

تعبیر

ہمارا پہلا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنی صفوں میں مکمل ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کریں۔ اگر آپ ملکی ترقی میں اپنا جائز کردار ادا کرنا چاہتے ہیں تو اپنے لیے محفوظ راہ متعین کرنی ہوگی اور ضروری اہلیت و صلاحیت حاصل کر کے اس سمت میں پیش قدمی کرنا ہوگی۔
(مسلمانانِ شملہ کی جانب سے سپاسنامے کے جواب میں خطاب 7 اگست 1938ء)

تکمیل

سیکولر و لادین طبقہ جو ظاہری تقویٰ و شریعت کو اہمیت نہیں دیتا جبکہ دوسری طرف بظاہر دیندار طبقہ نظر آتا ہے جو پیری فقیری کا دعویٰ کرتے ہیں مگر تصوف و روحانیت کے نام پر خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے دراصل جس کی ابتداء نہیں اس کی انتہاء بھی نہیں جو منزل تک پہنچتا ہے وہ راستے سے گزر کر جاتا ہے۔ اس لیے اس طبقہ کا کہنا ہے کہ نماز، روزہ ابتداء کی جگہ ہے اور ہم یہاں سے گزر چکے ہیں اور انتہا پر پہنچ چکے ہیں۔ لہذا ہم پر یہ احکامات لاگو نہیں ہوتے۔ یہ خیالات وعقائد سراسر بے دینی و گمراہی ہیں۔
(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری: بعنوان تقویٰ کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ جولائی 2019ء)

اداریہ

73واں یومِ آزادی، نظریہ پاکستان اور ریاست مدینہ

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کو ایک اسلامی، فلاحی، جمہوری ریاست بنانا چاہتے تھے، ایک ایسی ریاست جس کی نظریاتی بنیادیں اسلامی اصولوں پر استوار ہوں، یہ ہے وہ مختصر سا نظریہ پاکستان جس کی بنیاد پر پاکستان کے لیے لاکھوں قربانیاں دی گئیں اور تاریخ عالم کی بے مثال جدوجہد بروئے کار لائی گئی اور لاکھوں قربانیاں دی گئیں، جو قومیں اپنے نصب العین پر کھڑی رہتی ہیں دنیا کی کوئی طاقت انہیں معتبر ہونے سے نہیں روک سکتیں اور جو قومیں اپنے نظریہ سے ہٹ جاتی ہیں انہیں زوال کے گڑھوں میں گرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا، اسی آفاقی اصول اور نظریہ کے تحت ہی پاکستان کی سلامتی، بقاء، ترقی و استحکام ممکن ہے، قائداعظم محمد علی جناحؒ اور حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کا دوقومی نظریہ ایک ایسی ریاست کے قیام پر مبنی تھا جس کا نظام اسلام کے آفاقی ضابطہ حیات کے تابع ہو، وہی نظام جس کے تحت حضور ﷺ نے ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی جس میں کفار و مسلمانوں کے درمیان ایک نظریہ کی بنیاد پر حد قائم کردی گئی، وہ حد لا الہ الا اللہ کا نظریہ تھا۔ یہ وہ نظریہ تھا جس کی بنا پر حضرت بلالِ حبشیؓ نے عرب کے تپتے صحرا میں جسم و جاں پر ہر ظلم برداشت کیا مگر اپنے نظریہ سے انحراف نہ کیا بہرحال نظریہ پر جمے رہنے کا تعلق بھی قربانیوں سے ہے!

ریاستِ مدینہ میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحت ہر شخص کو خواہ مسلمان ہو یا مشرک مساوی انسانی حقوق حاصل تھے۔ یہی نظریہ پاکستان کے قیام میں بھی کارفرما تھا۔ درحقیقت نظریہ ہی کسی قوم کی تشکیل، بقاء اور دوام کا ضامن ہوتا ہے۔ قوموں کی تہذیب و ثقافت، تمدن اور ترقی اُن کے نظریات اور نصب العین پر منحصر ہوتی ہے، جس کا نظریہ ہوتا ہے اسے قوم کہتے ہیں اور جس کا کوئی نظریہ نہیں ہوتا وہ ہجوم ہوتا ہے اور ہجوم کی کوئی سمت ہوتی ہے اور نہ کوئی منزل، اگر کسی قوم کی نظریاتی بنیادیں کمزور پڑ جائیں یا وہ اپنے نصب العین سے ہٹ جائے تو وہ زیادہ دیر اپنا قومی وجود برقرار نہیں رکھ سکتی لہذا ایک نظریاتی مملکت ہونے کے ناطے نظریہ پاکستان کی حفاظت ہمارا اولین فرض ہے۔ آج کے گلوبل ویلج اور اس کی نام نہاد مادی ترقی نے معاشی اعتبار سے پسماندہ رہ جانے والی قوموں اور ملکوں کے نظریات پر کاری ضرب لگائی ہے، مفادات پر مبنی نظریات اور ابلاغ عامہ کے اس جدید دور میں پاکستانی نوجوان بھی لادینیت کا شکار ہوا ہے اور اپنی نظریاتی بنیاد سے ہٹ رہا ہے، ہمارے زوال کی کہانی دو طرفہ ہے، ایک تو ہم جدید زمانہ کی سائنسی ضروریات، کمالات سے نابلد رہے اور دوم اپنے نظریاتی انسٹیٹیوشنز بھی تباہ و برباد کر بیٹھے، جن میں تعلیمی اور دینی ادارے آتے ہیں نظریہ پاکستان کا مضمون فقط مطالعہ پاکستان کی ایک کتاب تک محدود ہو کر رہ گیا۔ ہر دور میں نظریہ پاکستان کو اجاگر کرنے کی ضرورت رہی ہے لیکن فی زمانہ اسے اجاگر کرنے کی جتنی ضرورت ہے شاید ماضی میں اتنی نہیں تھی، آج کا نوجوان بین الاقوامی کلچر و ثقافت کی آڑ میں گمراہ کیا جا رہا ہے، اس کو اس کی بنیادوں سے ہٹا دیا گیا ہے اور وہ دین سمیت اپنے سیاسی، سماجی عقائد میں شکوک وشبہات کا شکار ہے، یہ صورت حال معاشی تباہی سے کہیں زیادہ تباہ کن ہے، اب تو صورتحال اس حد تک تشویشناک ہو چکی ہے کہ نوجوان نسل کو مسلمہ عقیدہ توحید و رسالت کے حوالے سے بھی گمراہ کیا جانے لگا ہے۔ نظریات اگر عمل کی تجربہ گاہ سے نکل جائیں تو پھر شکوک وشبہات ہی رہ جاتے ہیں اور شکوک وشبہات اور تشکیک و ابہام کا شکار قومیں کولہوں کے بیل کی طرح ایک ہی دائرے میں سر پٹختی رہتی ہیں اور انکی کوئی منزل نہیں ہوتی۔

ہمیں فکری، روحانی اور نظریاتی زوال و انحطاط سے نکلنے کے لئے انفرادی و اجتماعی سطح پر ایسے اقدامات کی ضرورت ہے جس سے نہ صرف نسلِ نو کی بامقصد تربیت ہو سکے بلکہ ملک و قوم سے محبت کے جذبات بھی فروغ پا سکیں۔ تبدیلی کے نظریہ کی علمبردار حکومت تعلیمی اداروں کو نظریہ پاکستان کی نرسری میں تبدیل کرے اور طلبہ کے لیے ایسا نصاب مرتب کیا جائے جو اسے نظریاتی اعتبار سے بدراہ ہونے سے بچائے۔ (چیف ایڈیٹر)

فکرِ شیخ الاسلام

کعبہ کی مقدس زمین میلادِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے منتخب ہوچکی تھی

کعبۃ اللہ دنیا کا بہترین خطہ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد کا صدقہ ہے

ملائکہ بھی حالتِ احرام میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک کعبہ فرشتوں کے لیے بنایا اس کا نام بیت المعمور ہے بعض احادیث اور روایات میں منقول ہے کہ ستر ستر ہزار ملائکہ ایک ایک بار بیت معمور میں داخل ہوتے ہیں جب وہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور میں عبادت کر لیتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ زمین والے کعبے بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لیے نیچے اتر جائیں۔

فرشتے دن بھر کعبۃ اللہ کا طواف کرتے رہتے ہیں پھر وہی ستر ہزار فرشتوں کی جماعت طواف سے فارغ ہوکر روضہ رسول ﷺ پر مدینہ طیبہ میں حاضری دیتی ہے۔ حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس سے نور اور فیض کی خیرات لیتی ہے اور ایک روایت میں ہے وہ ستر ہزار فرشتے جو ایک بار حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دے جاتے ہیں قیامت تک ان کی دوبارہ باری نہیں آتی۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس کو فرشتوں کا سفر حج کہتے ہیں۔ فرشتے بھی احرام باندھتے ہیں جو بیت المعمور سے شروع ہے وہ پہلا کعبہ ہے جو آسمانوں کے اوپر ہے بعد ازاں فرشتے بیت اللہ آتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اس کے بعد پھر روضہ اقدس پر حاضری کے لیے جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس سلسلہ میں ایک شعر کہا ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

حج کی تاریخ کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام کی حیات طیبہ سے ہوتا ہے۔ امام ازرقی تاریخ مکہ میں بیان کرتے ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو کئی سو سال اللہ کے حضور گریہ و زاری کرتے رہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے ایک روز اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا۔ بیٹے مجھے آج بھی جنت کے پھلوں کی یاد ستاتی ہے اور وہ پھل قربت الٰہی کے پھل تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گریہ زاری اللہ کے حضور کرتے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

سیدنا آدم علیہ السلام زمین پر آکر ان قربتوں کو یاد کرتے جب ان کا رونا بہت بڑھ گیا تو فرشتوں نے بھی عرض کیا مولا حضرت آدم علیہ السلام پر اپنا کرم کردے۔

باری تعالیٰ جانتے تھے کہ آدمؑ کیوں روتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام پر رحم فرمادیا۔ رحمت الٰہی جوش میں آگئی۔ فرمایا: فرشتو جنت کا ایک خیمہ اور پتھروں میں سے ایک پتھر حجر اسود لے چلو جو جنت کی یاد ہوگا آدم اور نسل بنی آدم کے لیے یہ پہلا کعبہ بن جائے گا۔

اس طرح جنت کے انوار میں سے ایک نور کی شمع اس خیمہ میں جلتی رہتی تھی پس حضرت آدم علیہ السلام کو روشنی بھی وہی جنت کی ملتی تھی، رہنے کے لیے خیمہ بھی جنت کا دے

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوا ہوں

گیا اور پتھر جو بعد ازاں ہجر اسود بن گیا حضرت آدمؑ اس میں بیٹھ کر جنت کا نظارہ کیا کرتے۔ فرشتے، جنات اور شیاطین کو اس خیمہ کے گردو نواح میں نہ آنے دیتے یہ روئے زمین پر پہلا کعبہ تھا جو فرشتوں نے تعمیر کیا یہ کعبہ بناء ملائکہ ہے۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا اب اسی مقام پر پتھر گاڑھ کر خود گھر تعمیر کریں پھر اس مقام پر حضرت آدم علیہ السلام نے پتھر اور گارے سے گھر تعمیر کیا یہ کعبہ کی دوسری تعمیر تھی جو سیدنا آدم علیہ السلام کی بناء ہے۔ جس جگہ تک فرشتے کعبہ کی حفاظت پر مامور رہے وہ وہ حدود حدودِ حرم بن گئی پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس جگہ اللہ کا گھر کعبۃ اللہ تعمیر کیا جب آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا تو حضرت حوا علیہا السلام مٹی گارا اٹھا کر لاتی تھیں حضرت آدم علیہ السلام اس کو اٹھا کے تعمیر کرتے تھے۔

وہ کام جو بعد میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کیا وہ حضرت حواؑ کرتی تھیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا وہ حضرت آدم علیہ السلام کرتے تھے تو دونوں نے مل کر کعبہ تعمیر کیا۔ پھر حضرت شیث علیہ السلام نے تیسری بار اس کعبہ میں توثیق کی اور اس کی تعمیر کو بڑھایا۔

جب طوفان نوح آیا تو اس کی چھوٹی دیواریں منہدم ہونے کے بعد زیر زمین چلی گئیں تھیں۔

مگر یہ امر الٰہی تھا اسی مقام پر جہاں کعبۃ اللہ تعمیر تھا وہاں حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دور ویرانے میں چھوڑ آئیں جس کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۔ (ابراھیم،۳۷:۱۴)

”اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد (اسماعیل علیہ السلام) کو (مکہ کی) بے آب و گیاہ وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسا دیا ہے“۔

حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: اے باری تعالیٰ! میں اپنی بیوی اور بچے کو یہاں ایک بے آب و گیاہ ریگستان میں چھوڑے جارہا ہوں اس کا کوئی پڑوس نہیں ہے، کوئی ہمسائیگی نہیں ہے مگر ہاں ایک ہمسایہ ہے۔ تیرے گھر کے پاس ہے۔ جب اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو تعمیر کعبہ کی۔

جب ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ پر مامور کیا تو اس وقت بادل کا ٹکڑا بھیجا۔ بادل کا ٹکڑا ایک مقام پر جاکر کھڑا ہوگیا اس جگہ کی کھدائی کی تو نیچے کعبہ کی بنیادیں موجود تھیں بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے، خانہ کعبہ کے عین اوپر بیت المعمور ہے جس پر بیت اللہ کی تعمیر کی گئی۔

قرآن مجید میں اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (آل عمران،۹۶:۳) ”بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا“۔ وہ برکت والا ہے اور تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا مرکز ہے۔ اس میں واضح اللہ کی نشانیاں ہیں اس گھر کے صحن میں مقام ابراہیم ہے۔

جب پتھر پر کھڑے ہوکر آپ کعبے کی دیواریں اٹھا رہے تھے یوں یوں دیوار اوپر جاتی تو پتھر بھی اوپر ہوتا جاتا اس پتھر پر کھڑے حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبے کو تعمیر کرتے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام گارا پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔

پھر اگلے انبیاء کے زمانے آتے گئے وہ اسی کعبے کا طواف کرتے تھے اور پرانی کتب میں درج ہے کہ تین سو سے زائد انبیاء علیہم السلام کے مزارات کعبۃ اللہ میں ہیں یہاں اللہ کی بڑی نشانیاں ہیں اور ان میں ایک نشانی مقام ابراہیم ہے فرمایا: وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّی (البقرہ،۱۲۵:۲)“ اور (حکم دیا کہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنا لو“۔ یہ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے یہ ایک نشانی ہے۔

دوسری نشانی یہ ہے کہ ومن دخلہ کان امنا جو اس میں داخل ہوا امن پا گیا۔ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡهِ سَبِیۡلًا (آل عمران، ۹۷:۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم تو کئی پتھروں پر لگے ہوں گے۔ مگر کسی پتھر پر قدموں کا نشان باقی نہ رہا اور ضرورت نہ تھی کسی اور پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نشان باقی رہے اس پتھر پر اس لیے باقی رکھا تھا تا کہ رہتی دنیا تک لوگ جانیں کہ یہ وہ پتھر ہے جہاں مزدوری کا سودا ہوا تھا

’’اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو‘‘۔

جو لوگ زادراہ کی استطاعت رکھتے ہیں۔ صاحبان استطاعت پر فرض ہے کہ وہ اس گھر کا طواف کرے۔

مزید فرمایا میرا گھر صاف ستھرا کیا جائے کہ لوگ میرے گھر کا طواف کریں۔ خوش بخت ہیں وہ جو لوگ دور دراز کا سفر کر کے کعبۃ اللہ کا طواف کرنے آتے ہیں کعبے کا طواف کرنے والے اللہ کے مہمان ہوجاتے ہیں۔

جو خدمت کعبۃ اللہ کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو عطا کی وہ آج تک حضور ﷺ کے قبیلہ بنو ہاشم کو سونپی گئی اور ان کی نسلوں میں چلی آرہی تھی۔ فرمایا جب میرے گھر کو صاف ستھرا کر کے اس اونچے ٹیلے پر چڑھ کر آواز دو۔ لوگوں کو میرے گھر کے حج کے لیے بلاؤ۔ لوگ پیدل اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر بھی چل کر آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بے آب وگیاہ ریگستان میں چھوڑ آؤ جہاں میرے بندے بستے تو نہیں اس کے پیچھے راز یہ تھا کہ یہ خطہ زمین میلاد مصطفیٰ ﷺ کے لیے منتخب ہو چکا تھا۔ آج تو آبادی نہ تھی مگر آنے والے وقتوں میں یہاں آبادی ہونے والی تھی اس آبادی میں محمد مصطفیٰ ﷺ نے پیدا ہونا تھا۔ یہاں خاندان قریش اور بنو ہاشم نے آباد ہونا تھا یہاں حضرت آمنہؓ کے گھر نورحق نے جلوہ گر ہونا تھا۔ یہ وہ خطہ زمین تھا جس کو ساری دنیا سے بہتر آباد ہونا تھا۔ یہاں آقا کی ولادت ہونی تھی۔ رسم بھی یہی ہے پہلے مکان بنایا جاتا ہے پھر مکین کو بنایا جاتا ہے۔ مکان بنالیا پھر آباد کرنے والے مکین آ گئے تو عرض کیا! تیرا حکم تھا گھر تو میں نے بنادیا ہے اب تو مجھے مزدوری بھی دے گا! ہاں دوں گا مزدوری یہ ہے اس محبوب محمد ﷺ کو میری اولاد میں دے دے تا کہ لوگ جب محمد ﷺ کی بات کریں تو مجھے محمد ﷺ کا دادا کہیں جب اپنی زبان پر میرا ذکر لائیں اپنی جد کہہ کر لائیں اور یہ کہیں کہ میں اپنے دادا ابراہیم کی اولاد سے پیدا ہوا ہوں اور میری طبیعت ٹھنڈی ہوجائے تو اس پتھر پر کھڑے ہوکر دعا مانگی اور اس دعا کے نتیجے میں آقا ﷺ عطا ہوئے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوا ہوں۔ دعا اس پتھر پر کھڑے ہوکر مانگی پس اس پتھر کی بڑی اونچی شان ہوگئی ہے۔ وہ پتھر ہے یہاں کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجھ سے اپنا یار مانگا تھا اور میں نے دینے کا وعدہ کرلیا تھا اور بھی کئی پتھروں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم تو لگے ہوں گے۔ مگر کسی پتھر پر قدموں کا نشان باقی نہ رہے اور ضرورت نہ تھی کسی اور پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نشان باقی نہ رہا اس پتھر پر اس لیے باقی رکھا تھا تا کہ رہتی دنیا تک لوگ جانیں کہ یہ وہ پتھر ہے جہاں مزدوری کا سودا ہوا تھا۔ یہ وہ پتھر ہے جہاں حضور ﷺ کے تشریف لانے کی دعا ہوئی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے وعدہ ہوا تھا پھر صرف قدم کے نشان نہیں لگائے۔ فرمایا اس پتھر کو کعبے میں رکھا جائے اسے مقام ابراہیمؑ بنایا جائے۔ حکم ہوا لوگو جب میرے کعبے کا طواف کرلو، طواف کرنے کے بعد اس پتھر کے سامنے آجاؤ مقام ابراہیمؑ پر یہاں آکر دو نفل پڑھو تا کہ تمہاری جبینیں میرے حضور سجدے میں جھکیں تو میرے محمد ﷺ کی آمد کا شکریہ ادا ہو۔ یہ کعبہ، یہ حج آقا ﷺ کا صدقہ ہے۔ اللہ پاک ہمیں ایمان اور معرفت کا نور عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار

قائداعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں خواتین بھی تحریک پاکستان کی جدوجہد میں شریک تھیں

قیامِ پاکستان کے بعد بھی خواتین نے مہاجرین کی بحالی کیلئے امدادی سرگرمیوں میں حصہ لیا

ڈاکٹر فرخ سہیل

تحریک پاکستان کے حوالے سے خواتین کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ ابتداء میں تو چند مسلم خواتین ہی اپنے اپنے علاقوں میں خدمات انجام دے رہی تھیں لیکن تحریک پاکستان کے حوالے سے خواتین کا کردار ابھر کر اس وقت سامنے آیا جب 1938ء میں قائداعظم کی طرف سے آل انڈیا مسلم لیگ خواتین کی سب کمیٹی قائم کی گئی اور اس سلسلے میں ہر صوبے سے اُن تجربہ کار خواتین کو نامزد کیا گیا جو پہلے سے ہی تحریک آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔

اس طرح خواتین کے اندر بیداری اجاگر ہوئی اور ملک کے کونے کونے سے باپردہ خواتین نے بھی مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کرنا شروع کردی اور پھر پورے ہندوستان کے ہر ضلع اور ہر صوبہ میں خواتین کی باضابطہ کمیٹیاں قائم ہوگئیں۔ باپردہ خواتین اپنے اپنے علاقوں میں جاتیں اور ان کو گھروں میں جاکر مسلم لیگ کا رکن بنالیتیں اور یوں بے شمار خواتین جو آزادی کے نام سے بے خبر تھیں مسلم لیگ اور تحریک پاکستان سے اچھی طرح روشناس ہوتی چلی گئیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے حلقے میں کام کرنا شروع کیا۔ اس حوالے سے کمسن بچیوں کو بھی حصول آزادی اور حاصل ہونے والے ملک کی بقا و سلامتی کے لیے جدوجہد کرنے کا جذبہ بیدار کیا جاتا۔

اس زمانے میں ہندوستان میں مسلمان بچیوں اور بچوں کے سکولوں کی تعداد بہت کم تھی۔ لہذا ضرورت کے مطابق مسلم لیگ کی سرکردہ خواتین سب کمیٹی کے زیر نگرانی دو کمروں پر مشتمل سکول قائم کردیتیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے معتبر تعلیمی اداروں مثلاً علی گڑھ میں مسلم گرلز کالج بھی معرض وجود میں آیا اور یوں اس ادارے کی فارغ التحصیل خواتین مختلف تعلیمی اداروں اور دیگر شعبوں میں اپنی کارکردگی دکھانے کے قابل ہوگئیں اور اس کے علاوہ ناخواندہ خواتین کے لیے بھی تعلیم بالغاں کے مختلف ادارے قائم ہوئے۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ خواندہ و ناخواندہ ہر قسم کی عورت کے اندر آزادی حاصل کرنے کا ولولہ اور جوش جگایا جائے اور اس حوالے سے تعلیم بالغاں کے لیے کام کرنے والی خواتین بغیر کسی معاوضے کے کام کرتی تھیں ان کو اس سلسلے میں کسی نام ونمود اور صلے کی تمنا نہیں تھی بلکہ خلوص ومحبت کا جذبہ تھا جو دن بدن پروان چڑھتا رہا تھا اور یوں ایک دیئے سے ہزاروں دیئے جلتے چلے گئے اور آزادی کی نہ بجھنے والی روشنی کی چکا چوند پورے ہندوستان پر چھاگئی۔

قائداعظم ان خواتین کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے ان کی ہمت بڑھاتے جس کی بنا پر خواتین کا جذبہ دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ اس دوران بعض خواتین کے نام بہت معروف ہوچکے تھے کہ اگر کسی جلسے میں منتظمین ان کے ناموں کا اعلان کرتے تو ان کی تقریر کو سننے کے لیے عورتوں کا جم غفیر جمع ہوجاتا کہ منتظمین کو نظم وضبط برقرار رکھنے کی فکر لاحق ہوجاتی۔

تحریک پاکستان کے حوالے سے خواتین کا کردار ناقابل فراموش ہے

ان خواتین کو اللہ تعالیٰ نے لاتعداد صلاحیتوں سے نوازا تھا کچھ خواتین تقریر کے فن کی ماہر تھیں، کوئی چندہ جمع کرنے میں ماہر تھیں، کچھ خواتین انتظامی امور کی ماہر تھیں اور بعض خواتین کو اللہ تعالیٰ نے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت ودیعت کی تھی۔

1946ء میں دہلی میں خواتین کا اجلاس منعقد ہوا جس میں اعلان کیا گیا کہ آج محترم قائد ہمارے درمیان موجود ہیں اور وہ آپ سے خطاب فرماتے ہیں۔ خواتین کا جوش ولولہ قابل دید تھا۔ ہر طرف نعرہ تکبیر اور قائداعظم زندہ باد کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ قائداعظم نے عورتوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ

"مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ سب متحد ہیں اور دراصل آپ کا اتحاد ہی بہت بڑی چیز ہے۔ آپ کا یہ اتحاد اور تنظیم ہی ہمیں باہم کامیابی تک پہنچاسکتا ہے۔ آپ نے بہت زیادہ کام کئے مگر میری ہدایت ہے کہ آپ اور زیادہ متحد ہوجائیں اور اس سے بھی زیادہ جوش وخروش سے کام کریں"۔

قائداعظم خواتین کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے ان کی ہمت بڑھاتے جس کی بنا پر خواتین کا جذبہ دن بدن بڑھتا چلا گیا

1947ء میں جب پنجاب مسلم لیگ نے لاہور میں حکومت کے خلاف تحریک سول نافرمانی شروع کی تو پنجاب کی خواتین نے بڑے بڑے جلوس نکالے اور ان مظاہروں کے دوران بہت سی خواتین کو جیل بھیج دیا گیا اور بالآخر 1947ء میں تقسیم ہند کے موقع پر جب ہندو مسلم فسادات برپا ہوئے تو لاتعداد مسلم خواتین نے امدادی کیمپوں میں پناہ گزینوں کی خبر گیری کی اور ان بے گھر افراد کو ضرورت کی اشیاء فراہم کیں۔ فرسٹ ایڈ کا بندوبست کیا گیا اور بالآخر 14 اگست کے بعد ہندوستان میں پھنسے رہنے والے افراد کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنی گاڑیوں سے نکال نکال کر پرامن مقامات پر پہنچایا۔ قیام پاکستان کے بعد ان خواتین نے اپنی انتھک محنت لگن اور قربانی کے جذبے سے اپنے نام کو اس قدر روشن کیا کہ آج بھی ان کا نام عزت و عظمت کا حامل ہے اور ان میں سے بہت سی خواتین ملک کی سماجی کارکن بھی ہیں۔

ان بہادر نامور خواتین میں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے علاوہ بی اماں جو کہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی والدہ تھیں کا نام قابل ذکر ہے اور ایک اور نام جو کہ پاکستان کی تاریخ کا بہت ہی خوبصورت باب بن گیا وہ ہے فاطمہ صغریٰ، جس کی بہادری قابل قدر اور قابل ذکر ہے کہ جس نے ایک جلسے میں خواتین پر لاٹھی چارج کے دوران جرات و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیکرٹریٹ دیوار گیر پائپ سے اوپر چڑھ پر پاکستان کا پرچم لہرادیا۔

فاطمہ صغری نے پھر تازہ کیا ایمان کو
لرزہ براندام بے شک کردیا شیطان کو
زندہ باد اے دختران ملک و ملت زندہ باد

ان بہادر خواتین کے علاوہ نورالصباح بیگم، بیگم شائستہ اکرام اللہ، لیڈی نصرت عبداللہ ہارون، لیڈی وقار النسانون اور بیگم رعنا لیاقت علی خان کے نام قابل تحسین ہیں۔

بیگم سلمٰی تصدق حسین، بیگم حسرت موہانی، بیگم قاضی عیسیٰ، بیگم غلام حسین ہدایت اللہ اور بیگم گیتی آراء، بیگم خورشید عبدالحفیظ، بیگم شمس النہار محمود، انجمن آراء بیگم، بیگم زائد قریشی، بیگم شاہنواز، ذکیہ بیگم تقویٰ، بیگم مولانا محمد علی جوہر کے علاوہ چند اور بہادر اور جانثار خواتین ہیں جن کا نام تحریک پاکستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا گیا۔

مرحبا اے ماؤں، بہنوں، بیٹیو صد مرحبا
تم نے آگے بڑھ کے مردوں کا بڑھایا حوصلہ
ہند کے اسلام کا پھر بول بالا کردیا
پھر نہ کیوں ہر ایک دل سے آج یہ نکلے صدا
زندہ باد اے دختران ملک وملت زندہ باد
زندہ باد اے دختران ملک وملت زندہ باد

☆☆☆☆☆

عدل اور مساوات سے پاکستان مثالی اسلامی ریاست بنے گا

ذاتی مفاد پر قومی مفاد قربان کرنے والے حکمران ملک و قوم کے دشمن ہیں

وطن عزیز کے لیے ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، جوانوں، بزرگوں نے عظیم قربانیاں دیں

طیبہ کوثر: ریسرچ اسکالر FMRI

اقوام کی تاریخ میں کچھ دن انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ 14 اگست 1947ء کا دن مسلمانانِ برصغیر کی تاریخ میں وہ سنہری دن ہے۔ جس کا خواب علامہ اقبالؒ نے اس قوم کو 15 برس قبل دکھایا تھا۔ امت کے اس عظیم فرزند کو دنیا شاعرِ مشرق، حکیم الامت اور دانائے راز جیسے القابات سے یاد کرتی ہے۔ جس کی شاعری کا مرکزی نکتہ امتِ مسلمہ کو بیدار کرنا اور ان کے مردہ ضمیر کو جلا بخشتے ہوئے انہیں منزل آشنا کرنا تھا۔ انہوں نے اپنے حسین خواب کی بدولت آزادی کی خواہش کا ایک بیج بو دیا، جس کی آبیاری کے لیے ایک ایسے عظیم اور خدا داد صلاحیتوں کے حامل راہنما کی ضرورت تھی جو اس کو شجر سایہ دار بنا سکتا ہو۔ جو گھٹا ٹوپ اندھیرے میں امید کی شمع روشن کر سکتا ہو جو عزمِ مصمم سے ناممکن کو ممکن بنانے کے فن سے بخوبی آگاہ ہو۔ جو تاریکی کو ضیاء کا پیرہن عطا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جو پختہ کردار، اصول پسند اور ملی حمیت کا پیکر ہوتا کہ آزادی کے لیے بے قرار بندگانِ اسیر کو زندگی کی عظمتوں سے ہمکنار کر سکے۔

بالآخر اقبال کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے قدرت مہربان ہوئی اور فضلِ خداوندی اور فیضانِ مصطفیٰ ﷺ سے خوابِ اقبال کو حقیقت کا رنگ دینے کے لیے قائدِ اعظم جیسا بصیرت افروز، معاملہ فہم اور جری مسیحا میسر آیا۔ جس نے بلند عزم کے ساتھ غلامی میں جکڑی ہوئی قوم کی قیادت کو سنبھالا اور انہیں آزادی دلانے کا بیڑا اٹھایا۔

مسلمانانِ برصغیر جو کہ مختلف قبیلوں، برادریوں اور رنگ و نسل سے تعلق رکھتے تھے، جن کی زبانیں ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ قائدِ اعظم نے انہیں نیا شعور عطا کرتے ہوئے زندگی کی رمق عطا کی۔ آپ نے ان پر آشکار کیا کہ قوموں کی زندگی میں آزادی کی حیثیت روح کی سی ہوتی ہے۔ آپ نے اپنی بے لوث قیادت سے منتشر اور تلاشِ حق میں سرگرداں ملت کو متحد کر کے دیوارِ آہن کی طرح مضبوط بنایا۔ آپ نے غلامی کے ظلم و ستم سے مرجھاتے ہوئے چہروں اور مستقبل سے مایوس نگاہوں کو آزادی کی ایسی صبح روشن دکھائی کہ انہیں زندگی کا نصب العین میسر آ گیا۔ بن دیکھے ایمان لانے کے مصداق انہوں نے قائدِ اعظم کی قیادت میں ایک آزاد مملکت کے حصول کی خاطر لاکھوں انسانی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

مسلمانانِ ہند نے اسلام کی خاطر وطنِ عزیز حاصل کرنے کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ نوجوانوں نے پورے اعتماد کے ساتھ اپنی جوانیاں داؤ پر لگا کر اپنے گرم لہو سے اسے سینچا۔ عزت مآب ماؤں، بہنوں نے اپنی عزتوں اور عصمتوں کی قربانیاں دے کر اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ والدین نے اپنے معصوم بچوں کو آگ اور

خون کے سیلاب میں کھویا۔ مگر تمام تر ظلم وستم کے باوجود وہ آزادی وطن کے حصول کے لیے عازمِ سفر رہے اور قائدِ اعظم کی مساعی جمیلہ اور فقید المثال قیادت میں اپنے غیر متزلزل عزائم او رتن، من، دھن کی قربانیوں کی بدولت 14 اگست 1947ء کو ملکِ پاکستان کے حصول میں سرخرو ہوئے۔ جو ایک تاریخی دن بن کر دنیائے سیاست وجغرافیہ میں رقم ہوگیا۔

پاکستان علامہ اقبال اور قائد اعظم کی فکری ہم آہنگی کا ایسا سیاسی معجزہ ہے جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کا قیام صرف ایک جغرافیائی ٹکڑے کا حصول نہ تھا بلکہ برسہا برس کی جدوجہد کا مقصد ایک ایسی اسلامی ریاست کا قیام تھا جو احکامِ قرآنی اور مساواتِ محمدی ﷺ کے عالمگیر پیغام قومیت کی اساس بنے۔ جو اسلامی اقدار کی محافظ اور اسلامی ثقافت کی علمبردار ہو، جو فطری بنیادوں پر معاشرتی عدل و انصاف قائم کرے جو نسلی و علاقائی اور معاشی و معاشرتی اغراض سے بالاتر ہو کر ملت واحدہ کی خالص عقلی بنیاد تعمیر کرے جو میثاقِ مدینہ کی طرز پر اقلیتوں کو برابری کے حقوق دے جو نیکی کے حصول، اللہ اور اس کے رسول کی ﷺ اطاعت وفرمانبرداری اور فطری پرہیزگاری کی طرف بنی نوع انسان کو دعوت دے۔ جہاں امتِ مسلمہ کے نظریاتی، روحانی اور مذہبی آدرش تکمیل پذیر ہوسکیں اور جہاں مساوات، آزادی اور یگانگت کے بنیادی اصول یکساں ہوں تاکہ تمام طبقات آزادانہ اور امن وآشتی سے زندگی بسر کرسکیں۔

پاکستان اسلام کا قلعہ اور شجر سایہ دار کی مانند کروڑوں مسلمانوں کی امید کا مرکز تھا۔ مگر افسوس! آج کا پاکستان تصورِ اقبال اور نظریاتِ قائد سے متصادم نظر آتا ہے۔ نفاذِ اسلام کا خواب اس سرزمین پر تاحال شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اقبال کے بوئے ہوئے بیج کی اپنے خون سے آبیاری کرنے اور آزادی کی منزل کی راہ میں حائل تمام کانٹوں کو چننے والے لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں کو فراموش کیا جا چکا ہے۔ جس کی وجہ سے آج یہ ملک ہر طرح کے بحرانوں میں گھرا اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے۔ مشرق ومغرب کے مادی نظریات کی چکا چوند نے اس کے نظریہ وحدت کو مسمار کر کے اس کے باسیوں کو مختلف مذہبی، اخلاقی، سیاسی، نسلی اور معاشی گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ سامراجی و طاغوتی قوتوں نے اپنے ناپاک عزائم کے ساتھ ان کے ایمان کو کمزور کر کے انہیں ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا ہے۔ کفر و الحاد کی پنجہ آزمائی سے دہشت گردی، انتہا پسندی اور بد امنی جیسے چیلنجز اور خطرات نے اس قوم کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔

اس پر مستزاد ارضِ پاک پر خودغرض، عیاش اور ملکی وسائل لوٹنے والے حکمرانوں کا اقتدار پر قابض ہونا ہے، جو اپنی مکارانہ سازشوں سے عوام کے جذبات سے کھیل کر انہیں دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں اور آف شوز کمپنیوں کی شکل میں ملکی دولت باہر کے ممالک میں منتقل کر کے کھربوں کی جائیدادیں بنا رہے ہیں۔ ان سیاسی کرپٹ حکمرانوں نے عوام کی نگاہوں سے اجتماعی نصب العین چھین کر ان کا مقدر تاریک کر دیا ہے۔ نام نہاد جاہل قیادت نے عدالتوں اور ملکی سلامتی کے تمام اداروں پر قبضہ جما کر ظلم و استحصال، جبر و بربریت اور لاقانونیت کو عام کیا ہے۔ نسلِ نو کو مغربی رنگ میں رنگنے کے لیے ملک میں اغیار کی ثقافت اور کلچر کو فروغ دیا ہے۔ روپ بدل بدل کر ایک کے بعد دوسرے حکمران نے آ کر نظریاتی ریاست میں حرکت وعمل کی قوتوں کو کمزور کر دیا ہے۔ حکمرانوں نے عوام الناس کو بنیادی ضرورتوں کے حصول کی ایسی دوڑ میں شریک کر دیا ہے، جس کا تاحال کوئی ماحاصل نہیں۔

اس ملک کے حکمران قوم کے دشمن بن چکے ہیں۔ جنہوں نے ذاتی مفادات کو عوام کی ضروریات پر ترجیح دی ہے۔ ان کی عیاشی کا یہ عالم ہے کہ ان کے کتوں کا علاج تو یورپ میں ہوتا ہے مگر غریب کا بچہ علاج کے لیے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے سسک سسک کر مر جاتا ہے۔ یہ خود تو بڑے بڑے محلات میں رہتے ہیں مگر غریب کو سر ڈھانپنے کیے لیے کھلے آسمان کے علاوہ چھت میسر نہیں آتی۔ غریب اور مظلوم طبقہ فقر و فاقہ، غربت و

مہنگائی اور مایوسی و محرومی کی زندگی گزار رہا ہے۔ نوجوان ڈگریاں ہاتھ میں لیے روزگار نہ ملنے کی وجہ سے خودکشی کر رہے ہیں۔ پڑھا لکھا امیر طبقہ پلٹ کر واپس نہ آنے کے لیے ملک چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اشیائے خورد و نوش کی بڑھتی قیمتوں، پینے کے صاف پانی کی محرومی، لوڈ شیڈنگ کے عذاب، علاج معالجہ کی ناکافی سہولیات اور دیگر گھمبیر مسائل نے عوام کو گھیر رکھا ہے۔

حکمرانوں کے ایسے نظام اور اجتماعی دانش کے فقدان کی وجہ سے ہر انسان خودغرض ہو چکا ہے اور خودغرضی اور طمع کا یہ جال معاشرے کے لیے ناسور بن چکا ہے۔ باہمی پیار اور محبت کی فضاء نفرتوں کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ جھوٹ، غیبت، بہتان، عیب جوئی، حسد، کینہ اور تذلیل و تحقیر جیسی بُرائیوں کی وجہ سے معاشرہ بد اخلاقی کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ شراب، سود، چوری، اسٹریٹ کرائم، قتل و غارت گری بکثرت ہو رہی ہے۔ عورتوں کی عصمتوں کے سودے ہو رہے ہیں۔ کلمہ گو مسلمان ایک دوسرے کے دشمن بن کر ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں۔

یہ صورتِ حال قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود ہم ان مقاصد سے کوسوں دور کھڑے ہیں جو علامہ اقبال، قائدِ اعظم اور دیگر قائدین کے پیشِ نظر تھے۔ کیا ایسے پاکستان کے لیے اسلاف نے قربانیں دی تھیں؟ کیا آزادی کا مقصد یہی تھا؟ ان حالات میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ

اے ارضِ وطن تجھ سے ہم شرمندہ بہت ہیں

لیکن صرف اتنا کہنے سے ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ پاکستان کو فلاحی اسلامی مملکت بنانے کے لیے آج ہمیں پھر سے آزادی کی روح کو بازیاب کرانے کے لیے اسی جذبے کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔ کیونکہ آزادی کی روح بحال کیے بغیر کوئی قوم اپنے مسائل سے باہر نہیں نکل سکتی۔

اس مقصد کے پیشِ نظر پاکستانی قوم کو ملتِ واحدہ کا عملی مظہر بن کر اس فرسودہ نظام کو تبدیل کرنا ہو گا اور صحیح معنوں میں اسلام کے نفاذ کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہو گا۔ ہر فرد کو دین کی آگہی سے قومی تشخص کے فروغ تک کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے قائد کے افکار کی روشنی میں بحیثیت قوم اپنے کردار کا جائزہ لینا ہو گا۔ فرض شناس قوم ہونے کی حیثیت سے جہالت اور تعصب کا پردہ اتار کر دین و دنیا کے مناصب کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونا ہو گا۔ ملکی استحکام کے لیے منتشر افرادی قوت کو یکجا کر کے منظم کرنا ہو گا۔ حکمرانوں کو حصولِ اقتدار کی بجائے ملکی مفاد اور ملکی استحکام کو مطمع نظر بنانا ہو گا۔ سیاسی قوتوں کو اپنی ذمہ داریاں ایمانداری کے ساتھ پوری کرتے ہوئے وفاق کو مضبوط کرنا ہو گا۔ کرپٹ نظام سے چھٹکارا پانے کے لیے تمام دینی اور سیاسی طبقات کو ایک پلیٹ فارم پر اکھٹے ہو کر کام کرنا ہو گا۔ جمہوریت کے استحکام کے لیے تمام اداروں کو باہم مل کر اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کرنا ہو گا۔ قرارداد پاکستان میں متعین کیے گئے رہنما اصولوں کی روشنی میں رنگ و نسل، مذہب و فرقہ کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ ججز کو حضرت عمر فاروقؓ جیسے عدل و انصاف پر مبنی نظام پر عمل پیرا ہونا ہو گا۔ نوجوانوں کو ملک کی تعمیرِ نو میں مصروفِ عمل کرنا ہو گا۔ فوج کو ملکی سالمیت اور دفاعِ وطن کو دیگر امور پر مقدم رکھنا ہو گا تاکہ بانی پاکستان کا خواب پایہ تکمیل تک پہنچ سکے اور پاکستان اقوام عالم میں اپنا لوہا منوا سکے۔

الغرض آج کی نسل جنھوں نے وطنِ عزیز کی آسائشیں ہی دیکھی ہیں لیکن اس کرب سے ناآشنا ہیں جو ہماری تین نسلیں برداشت کرتی رہی ہیں۔ جنھوں نے آزاد ملک میں آنکھ کھولی مگر آزادی کے راستوں کی خطرناک گھاٹیوں سے گزر نہیں ہوا، انہیں آج 72 واں یومِ آزادی ایک طرف تاریخ کے لہو سے لبریز اوراق کی یاد دلاتا ہے اور دوسری طرف آزادی کے لیے جان لٹانے والوں سے تجدیدِ عہدِ وفا کا تقاضا کرتا ہے تاکہ آج کی نسل کے منجمد خون میں حدت پیدا ہو سکے اور وہ آزادی کے حقیقی معنی و مفہوم سے آشنا ہو کر مضبوط و مستحکم اور ترقی یافتہ ملک کی تشکیل میں اپنا بھر پور کردار ادا کر سکیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت بِشر الحافیؒ

عشقِ الٰہی، زہد و ورع کے پیکر، اُن کے بعد اُن جیسا پیدا نہیں ہوگا

شہرت کا طالب آخرت کی مٹھاس سے محروم رہے گا: حضرت بشر الحافیؒ

جویریہ ابراہیم

دریائے دجلہ کے کنارے آباد شہر بغداد میں رات کا وقت تھا ہر سو تاریکی کا راج تھا۔ ہر ذی نفس دن بھر کے کام کاج نپٹا کر محو استراحت تھا ایسے میں ایک گھر کی چھت پر خاتون اپنے مدہم، ٹمٹماتے دیئے کی لو میں سوت کات رہی تھیں۔ ناکافی تیل کے باعث مدہم اور ٹمٹماتے دیئے کی لو صوت کاتنے میں رکاوٹ بن رہی تھی اسی اثناء میں اس خاتون کے گھر کے قریب سے ایک مشعل بردار شاہی جلوس کا گزر ہوا۔ جلوس میں شریک افراد کے ہاتھوں میں موجود مشعلوں نے یکدم علاقے کی روشنی میں اضافہ کردیا۔ زیادہ روشنی دیکھ کر خاتون نے فوراً سوت کاتنے کی رفتار بڑھادی تاکہ جلوس کے گزرنے کے دوران وہ زیادہ سوت کات لے جلوس گزر گیا اور خاتون نے سوت بھی کات لیا۔ مگر کوئی بات اس خاتون کو بے چین کررہی تھی اسی اضطراب کے عالم میں وہ وقت کے امام کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے میں اپنی چھت پر سوت کات رہی تھی کہ راستہ میں شاہی روشنی کا گزر ہوا اور میں نے اس روشنی میں تھوڑا سا سوت کات لیا۔ اب بتائیے وہ سوت جائز ہے یا ناجائز؟ یہ سن کر امام صاحب نے ورطہ حیرت میں مبتلا ہوکر فرمایا کہ اے خاتون پہلے یہ بتائیں آپ کون ہیں؟ خاتون نے جواب دیا میں بشر الحافی کی بہن ہوں۔ امام صاحب رو پڑے اور فرمایا کہ وہ سوت تمہارے لیے جائز نہیں۔تم حضرت بشر الحافی کی بہن ہو جو اہل تقویٰ میں سے ہیں اور تمہیں اپنے بھائی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے جو مشتبہ کھانے پر اگر ہاتھ بڑھاتے ہاتھ بھی ان کی پیروی نہیں کرتا تھا۔ ورع تو تمہارے گھر سے نکلتا ہے لہذا تمہارا ان شعاعوں میں سوت کاتنا جائز نہیں۔

یہ الفاظ وقت کے امام، امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت بشر الحافیؒ کی شان میں بیان فرمائے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ بیشتر آپ ہی کی صحبت میں رہتے اور آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھے، چنانچہ جب آپ کے شاگردوں نے پوچھا کہ اتنے بڑے محدث اور فقیہہ ہونے کے باوجود آپ ایک دیوانے کے ہمراہ کیوں رہتے ہیں؟ تو فرمایا کہ ''بے شک شریعت میں زیادہ جانتا ہوں لیکن شریعت والے کو وہ دیوانہ زیادہ جانتا ہے'' اسی وجہ سے امام صاحب اکثر آپ سے استدعا کرتے تھے کہ ''مجھے اللہ کی باتیں سنائیں''۔

حضرت بشر الحافی نے عباسی دور حکومت میں مرو کے علاقہ سے ہجرت کرکے بغداد سکونت اختیار کی۔ آپ کے معاصرین میں امام ابوحنیفہؒ جیسے بڑے علماء وصوفیاء شامل ہیں۔ آپ اللہ کی محبت میں فنا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق خاص سے آپ کو ایمان کی حلاوت عطا کی۔

آپ کی توبہ کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن آپ نشہ کی حالت میں گھر سے نکلے، راستے میں انہیں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا، تعظیم کے ساتھ اٹھایا، اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر تھا، انہوں نے اس کاغذ کے پرزے کو عطر سے خوشبو دار کرکے پاک جگہ میں رکھ دیا۔ اسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے بشر تو نے میرے نام کو خوشبودار کیا اور میرے نام کی عزت کی، یقیناً میں تیرے نام کو دنیا و آخرت میں خوشبودار کروں گا، یہاں تک کہ جو بھی تیرا نام سنے گا اس کے دل میں راحت ہوگی'' اس پر آپ نے فوراً توبہ کرلی۔

استاذ ابو علی دقاقؒ فرماتے تھے: ''حضرت بشرؒ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو ان لوگوں نے کہا یہ شخص رات بھر نہیں سوتا اور تین دنوں میں صرف ایک دن روزہ نہیں رکھتا ہے''۔

یہ سن کر حضرت بشرؒ رونے لگے۔ آپ سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

''مجھے یاد نہیں کہ میں نے پوری رات جاگ کر گزاری ہو اور دن بھر روزہ رکھا ہو اور رات تک کچھ کھایا پیا نہ ہو لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے لطف و کرم سے دلوں میں بندے کے عمل سے زیادہ ڈال دیتا ہے''۔

حضرت بلال الخواصؒ فرماتے تھے: ''میں بنی اسرائیل کے (میدان) تیہ میں تھا کہ ایک شخص مجھے چلّانے لگا۔ مجھے اس پر تعجب ہوا پھر مجھے الہام ہوا کہ یہ حضرت خضرؑ ہیں۔ میں نے کہا تجھے حق کا واسطہ مجھے بتا، تُو کون ہے؟ اس نے کہا: تمہارا بھائی خضر ہوں۔

میں نے کہا: میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے فرمایا: پوچھو۔

میں نے کہا: آپ حضرت امام شافعیؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: وہ اوتاد (اولیاء کرام کا ایک درجہ) میں سے ہیں۔

میں نے کہا: حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا: وہ نہایت سچے آدمی ہیں۔

میں نے پوچھا آپ حضرت بشر حافیؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

فرمایا: لم یخلق بعده مثله ''ان کے بعد ان جیسا پیدا نہیں ہوگا''۔

وہ شخص آخرت کی مٹھاس حاصل نہیں کرسکتا جو چاہتا ہے کہ لوگ اسے پہچانیں (یعنی جو شہرت کا طالب ہے)

آپؒ فرماتے کہ جو شخص یہ ارادہ کرے کہ وہ دنیا میں عزیز اور آخرت میں شریف ہو اسے تین باتوں سے بچنا چاہئے ایک یہ کہ وہ کسی سے سوال نہ کرے، دوسرے یہ کہ کسی کا ذکر برائی سے نہ کرے، تیسرے یہ کہ وہ کسی کا مہمان نہ ہو۔

کیونکہ جسے اللہ کی معرفت ہوگی اسے مخلوق کی احتیاج نہ ہوگی، اس لیے کہ خلق کی احتیاط عدم معرفت الٰہی کی دلیل ہے۔

حضرت ابو علی دقاقؒ نے فرمایا: ''حضرت بشر حافیؒ کو ایک دعوت میں بلایا گیا اور ان کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ انہوں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی لیکن ہاتھ نہ بڑھا۔ تین بار اسی طرح کیا۔

تو ایک شخص جو اس بات کو جانتا تھا کہنے لگا کہ ان کا ہاتھ اس کھانے کی طرف نہیں بڑھتا جس میں شبہ ہو۔ اس دعوت دینے والے کو ان کی دعوت دینے کی کیا ضرورت تھی؟

حضرت بشرؒ کو خواب میں دیکھا گیا تو آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا اور نصف جنت میرے لیے مباح کردی اور مجھ سے فرمایا:

اے بشر! اگر تم میرے لیے انگارے پر بھی سجدہ کرو تو اس بات کا شکر ادا نہیں کرسکتے جو میں نے تمہارے لیے (محبت) اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے۔

حضرت بشرؒ فرماتے ہیں: وہ شخص آخرت کی مٹھاس حاصل نہیں کرسکتا جو چاہتا ہے کہ لوگ اسے پہچانیں (یعنی جو شہرت کا طالب ہے)۔

آپ کا وصال مبارک ۲۲۷ھ میں ہوا۔ آپ اہل عشق کے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ کی قبر مبارک بغداد شریف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت بشر الحافیؒ کے طفیل اپنی محبت و معرفت عطا فرمائے۔ آمین

(الرسالۃ القشیریۃ از شیخ ابوالقاسم عبدالکریم القشیری)
(تذکرے اور صحبتیں از ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

☆☆☆☆☆

"قرآن پاک تمام علوم کی اصل ہے"

امام فخر الدین رازیؒ تفسیر، علم الکلام، علوم عقلیہ اور لغت کے امام تھے

تفسیر الکبیر امام فخر الدین رازی کا عظیم علمی شاہکار ہے

ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ

اسلامی تاریخ ایسی نابغہ روزگار ہستیوں کے تذکروں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنے زمانے میں علم وفضل میں کمال حاصل کیا اور اشاعت علم کے لیے وہ گراں قدر خدمات سرانجام دیں کہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ انہی ہستیوں میں ایک نام چھٹی صدی ہجری کے وسط میں جنم لینے والے محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی رازی شافعیؒ کا بھی ہے جن کی کنیت ابوعبداللہ، ابوالمعالی، ابوالفضل اور ابن خطیب الری ہے، آپ کا لقب فخر الدین ہے اور امام رازی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ اگرچہ بعض تذکرہ نگاروں کے ہاں آپ کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے اختلاف ملتا ہے لیکن اکثر کے نزدیک آپ 544ہجری میں پیدا ہوئے۔ نسب کے اعتبار سے آپ قریشی ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاملتا ہے۔ علامہ عبدالعزیز بن محمد الجوہری نے اپنی کتاب جواہرالآثار میں آپ کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے: ''محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن ابو طاہر بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیقؓ۔

آپ ایران کے علاقے پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد خطیب تھے اسی وجہ سے آپ کو ابن الخطیب بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام ضیاء الدین تھا۔ جو خطیب الری کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ بعد ازاں آپ نے الکمال السمعانی اور المجد الجلیلی سے علم حاصل کیا۔ ان جلیل القدر اساتذہ کے علاوہ آپ نے اپنے زمانے کے مایہ ناز اساتذہ سے کسب فیض پایا۔ فقہ میں آپ امام شافعی کے مقلد تھے اور مسلکاً اشعری تھے۔

حصول علم سے آپ کو اس قدر شغف تھا کہ ان کی رائے میں تمام علوم کا حاصل کرنا ہی شریعت میں لازمی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کو تمام علوم سے محبت تھی اور آپ بلاتفریق تمام علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ امام رازی کی نظر میں تمام علوم ہی یا تو واجب کا درجہ رکھتے ہیں یا ایسے ہیں کہ جن کے ذریعے واجب مکمل ہوتا ہے یا ایسے ہیں جن کے بغیر دنیاوی علوم کی تحقیق نہیں ہوتی یا ایسے ہیں کہ جن کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ وہ کس قدر خطرناک اور مضر ہیں کہ ان سے بچا جاسکے۔ آپ کی شہرت نہ صرف علمی حوالے سے تھی بلکہ وعظ و خطابت کے حوالے سے بھی آپ کی شہرت دور دور تک تھی۔ یہاں تک کے کہا جاتا تھا کہ آپ عربی اور عجمی دونوں زبانوں میں وعظ کیا کرتے تھے۔ امام رازیؒ نے علم میں وہ کمال حاصل

اسی کشمکش میں گذریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی، کبھی پیچ و تاب رازی

حضرت امام فخرالدین رازی کے بارے میں اہل علم فرماتے ہیں آپ متاخرین میں سے افضل، حکماء اور محدثین کے سردار ہیں

کیا کہ آپ تفسیر، علم الکلام، علم عقلیہ اور علم لغت کے بھی امام مانے جاتے تھے۔ آپ کی علمی ثقاہت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو مختلف القابات سے نوازا گیا۔ فخرالدین کے علاوہ شیخ الاسلام، سلطان المتکلمین، الامام الکبیر اور شیخ المعقول والمنقول کے القابات سے بھی جانا جاتا تھا۔

آپ کے متفرق علوم و فنون میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ جس سے آپ کے علمی مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کی مشہور کتاب قرآن پاک کی تفسیر ہے جس کا نام مفاتیح الغیب اور التفسیر الکبیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے درج ذیل کتب لکھیں جن میں اساس التقدیس، الاشارۃ فی علم الکلام، الاربعین فی اصول الدین شامل ہیں۔

امام فخرالدین رازیؒ عالمِ اسلام کی اُن معروف علمی شخصیات میں سے ہیں جن کے بارے میں علامہ محمد اقبال بھی بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں:

اسی کشمکش میں گذریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی، کبھی پیچ و تاب رازی

ایک اور مقام پر علامہ نے فرمایا:

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

امام فخرالدین کے نزدیک قرآن پاک تمام علوم کی اصل الاصول ہے چنانچہ آپ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

قرآن پاک تمام علوم کی اصل ہے علم الکلام سارے کا سارا قرآن میں ہے۔ علم فقہ سارے کا سارا قرآن سے ماخوذ ہے، اسی طرح علم اصول فقہ، علم نجوم و لغت، زہد فی الدنیا اور آخرت کی خبروں کا علم اور مکارم اخلاق کا استعمال، اعجاز کے دلائل میں ہماری کتاب میں غور و فکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن فصاحت کی تمام تر صورتوں میں انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔

تفسیر الکبیر، امام فخرالدین رازی کا سب سے بڑا شاہکار ہے اس تفسیر کے متعلق مختلف علماء نے اپنی اپنی رائے دی ہے۔ امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر میں حکماء اور فلاسفہ کے اقوال کثرت سے استعمال کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی علمی حیثیت اور مختلف علوم و فنون میں آپ کی مہارت کے باوجود علماء نے آپ کی تفسیر پر تنقید بھی کی ہے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو بڑا تعجب ہوتا ہے۔ ابو حیان سے منقول ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں ایسے بہت سے طویل مباحث ذکر کئے ہیں جن کی علم تفسیر میں کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت امام فخرالدین رازی کے بارے میں اہل علم فرماتے ہیں آپ متاخرین میں سے افضل، حکماء اور محدثین کے سردار ہیں۔ آپ کی تصنیفات اور تلامذہ آفاق میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ جب سوار ہوتے تو آپ کے گرد تین فقہاء تین سو تلامذہ چلا کرتے تھے۔ حضرت علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں: آپ اپنے زمانے میں دنیا کے امام تھے۔

آپ کی مشہور کتاب قرآن پاک کی تفسیر ہے جو مفاتیح الغیب اور التفسیر الکبیر کے نام سے مشہور ہے

حضرت امام رازی نے 606ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کا کرامیہ کے ساتھ امور عقیدہ میں شدید اختلاف تھا، آپ اور ان کے درمیان بحث و مناظرہ جاری رہا یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو زہر دے دیا۔ جس سے آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے تقریباً 62برس آسمان علم پر چمکنے والے ستارے کی مانند زندگی گزاری اور اشاعت علم میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

آپ کی صحت

بسیار خوری خطرہ جان

گوشت تیزابیت، گردے کی پتھری کا سبب بنتا ہے

عید کے دنوں میں احتیاط سے کھائیں، دہی، لسی، سلاد کا زیادہ استعمال کریں

اعتدال میں کھانے کے بعد گرین ٹی کا استعمال ہاضمہ کے لیے بہتر ہے

وشاء وحید

عیدالاضحیٰ کی آمد ہے اور گزارش یہ ہے کہ یقین رکھئے گا عید گزرنے کے بعد بھی بازاروں میں گوشت ملتا رہے گا۔ اس لیے قربانی کے گوشت پہ ذرا ہاتھ ہلکا رکھئے تاکہ بعد میں ہسپتالوں کے چکر آپ کی جیب پر بھاری نہ پڑ جائیں۔ قربانی کے گوشت پر اس طرح نہ حملہ کیجئے گا جس طرح خواتین برینڈز کی فلیٹ (50%) سیل میں ملبوسات پر حملہ آور ہوتی ہیں۔

عیدالاضحیٰ کے بعد تقریباً ہر خبر نامے میں کافی عرصے تک یہ خبر چلتی رہتی ہے ''آج کانگو وائرس سے مرنے والوں کی تعداد فلاں ہوگئی ہے'' اور ہم ہر مسئلہ کی طرح یہ بھی اپنے کندھوں سے اتار کر حکومت کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلا دیں گے کہ حکومت آخر کچھ کرتی کیوں نہیں درخواست یہ ہے کہ آپ جو یہ پڑھ رہی ہیں آپ کیوں نہیں کچھ کرتی جب صفائی اور صحت کی بات آتی ہے ہم تقریباً اول درجے کی غیر ذمہ دار قوم پائے جاتے ہیں۔ ہر سال کئی من قربانی کی غلاظت ہم گلیوں میں کھلا پھینک دیتے ہیں جو کہ ہمیں بیماریوں میں مبتلا ہونے کے رسک پر چھوڑ دیتا ہے۔

اس عیدالاضحیٰ آپ سب سے گزارش ہے کہ صفائی اور صحت کا خیال رکھیں تاکہ آپ کی گلیوں میں پھینکے قربانی کے فضلاء کی وجہ سے کوئی اپنی جان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

ضروری ہدایات:

5-8 اونس (Once۹ / 150-250g ایک دن میں ایک صحت مند انسان کھا سکتا ہے۔

کلیجی، مغز، پائے وغیرہ نوجوان اور بچوں کے لیے بہت سی غذائیت فراہم کرتا ہے لیکن بزرگوں کو 2-1 اونس سے زیادہ ایک دن میں نہیں کھانا چاہئے۔

زیادہ گوشت کھانے سے جسم میں تیزابیت (Acidity) ہوسکتی ہے جو کہ گردے کی پتھری، گاوٹ (Gout) اور دیگر بیماریوں کا باعث بن سکتی ہے۔

گوشت کو سبزیوں اور (Salad) سلاد کے ساتھ کھائیں۔

عید کے دنوں میں لسی، دہی، رائتہ وغیرہ کا استعمال زیادہ رکھیں۔

میدے (White flour) سے بنی ہوئی چیزیں جیسے نان، پوری وغیرہ جن کا ان دنوں کی خوشیوں میں اہم کردار ہوتا ہے۔ ان کو بھی کم مقدار میں کھائیں ایک چوتھائی حصہ کافی ہے۔ کوشش کریں گھر کی روٹی کھائیں۔

کھانے سے 1 گھنٹہ پہلے پانی کا استعمال رکھیں۔ اس سے تیزابیت سے محفوظ رہیں گے اور پانی کے زیادہ استعمال کی وجہ سے کھانے کی بھوک بھی کم رہے گی۔

مشروبات سے پرہیز کریں۔ یہ بھی بدہضمی کا باعث بن سکتی ہیں۔

عیدالاضحیٰ میں صحت کا خیال کیسے رکھا جائے:

ا۔ وقت پہ کھائیں: دیر رات تک کھانے سے ہمارا معدہ 24 گھنٹے مشقت میں رہتا ہے جس کی وجہ سے کئی بیماریاں ہوسکتی ہیں۔ عید پر بھی کوشش کریں رات 8 بجے کے بعد نہ کھائیں۔

۲۔ ورزش: عید کے دنوں میں بھی ہلکی ورزش کا معمول رکھیں۔ 15-20 منٹ واک ہی کیوں نہ کریں۔ عید کے دنوں میں چونکہ بدپرہیزی زیادہ ہوجاتی ہے اس لیے ورزش کا معمول رکھنا بہتر ہے۔

۳۔ فائبر والی سبزیوں کا استعمال: نظام انہظام (Digestive System) کو متحرک رکھنے کے لیے خاص طور پر عید کے دنوں میں گوشت کے ساتھ سبزیوں اور سلاد اور دہی کا استعمال رکھیں۔

۴۔ گرین ٹی کا استعمال: اعتدال میں کھانے کے بعد قہوہ یا گرین ٹی کا استعمال کریں ہاضمہ بہتر رہے گا۔

۵۔ فرائیڈ گوشت سے پرہیز: گوشت کو عام طور پر بھی ہضم ہونے میں وقت لیتا ہے۔ فرائیڈ شدہ گوشت مزید مشکل سے ہضم ہوتا ہے۔ گوشت مکمل پکا کر استعمال کریں تا کہ بیماریوں سے محفوظ رہیں۔

۶۔ صفائی کا خیال: عیدالاضحیٰ کے دوران چونکہ کئی بار ہم کچے گوشت کو پکڑتے ہیں لہذا احتیاط لازمی ہے کہ ہر کام سے پہلے ہاتھ دھولیں۔

ایسی خوراک جو تیزابیت کا باعث بن سکتی ہے:

اپنے عید کے مینو میں مندرجہ ذیل کھانوں کا استعمال کم رکھنے سے آپ تیزابیت سے بچ سکتے ہیں:

۱۔ امیڈک کھانا: پروٹین والی خوراک خصوصاً گوشت امیڈک ہوتا ہے اس لیے اگر آپ کو تیزابیت کی شدید شکایت ہے تو اس عید پر اپنی صحت کا خیال رکھتے ہوئے کم گوشت کھائیں۔ اس کے علاوہ کچھ دالیں اور پھل جیسے کے کینو گریپ فروٹ وغیرہ بھی امیڈک ہیں۔

۲۔ شکر/ چینی والی خوراک: عید ہو اور میٹھا نہ ہو ایسا تو ہو نہیں سکتا لہذا عید پر میٹھا کھانے میں احتیاط ضروری ہے کیونکہ میٹھی اشیاء بھی تیزابیت کا باعث بنتی ہیں۔

۳۔ لہسن اور پیاز: لہسن اور پیاز تقریباً ہر سالن میں ہی شامل ہوتے ہیں اور قربانی کے گوشت پہ تو لہسن اور بھی زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یہ دونوں بھی تیزابیت کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے اگر آپ کو اس کی شکایت رہتی ہے تو کم مقدار میں گوشت کھائیں۔

۴۔ مرچوں والی خوراک: مرچوں والی خوراک معدے میں موجود کیمیائی مادوں کو ابھارتی ہے جس کی وجہ سے السر ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ اس عید پر مرچیں والی عید سپیشل ریسپی سے پرہیز کریں یا کم سے کم مقدار کا خاص خیال رکھیں۔

۵۔ کافین والے مشروبات: چائے، کافی وغیرہ ویسے بھی ہمارے ہاں خاص جذباتی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی ہمارے پیٹ میں الگ خاص جگہ ہوتی ہے لیکن یہ بھی تیزابیت کا باعث بن سکتے ہیں۔

گوشت کو محفوظ کرنے کے چند طریقے:

اول تو گوشت کو محفوظ یا اگر ذخیرہ اندوزی کا لفظ استعمال کیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ ذخیرہ اندوزی کے بجائے اگر سنت کے مطابق تقسیم کی جائے تو شاید گوشت کو محفوظ (کئی ماہ تک) کرنے کی نوبت ہی نہ آئے اور کسی ضرورت مند کے گھر میں چند روز افاقہ نہ ہو لیکن اگر پھر بھی گوشت وافر مقدار میں ہو تو مندرجہ ذیل طریقے گوشت کو محفوظ رکھ سکتے ہیں:

۱۔ فریزر کا درجہ حرارت: فریزر کا درجہ حرارت 1-2 ڈگری تک رکھیں۔ اس صورت میں گوشت کے نیوٹرینٹس محفوظ رہیں گے۔

۲۔ منجمد تکنیک: گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑوں کو محفوظ کرنے سے بہتر ہے کہ گوشت کے چھوٹے ٹکڑے کر کے اس کو فریز کریں تا کہ پکانے کے وقت اتنا ہی گوشت نکالیں گوشت کو بار بار ڈی فروسٹ کر کے فریز کرنے سے بیکٹر یا اس پر حملہ کر سکتے ہیں۔

عید کی خوشیوں میں تہذیب اور تمیز کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ تہذیب اور تمیز میں کھانا پینا، صفائی کا خیال، پڑوسیوں کے آرام وسکون کا خیال اور رشتہ داروں اور آس پاس موجود ضرورت مند لوگوں کو بھی یاد رکھیں۔ یہ نہ ہو آپ کی عید کی خوشیاں ان کے لیے باعث احساس کمتری بن جائے۔

☆☆☆☆☆

"استحصال کے خاتمہ اور ویمن امپاورمنٹ کیلئے سیاست میں آئی"

نظام مصطفی ﷺ کی تحریک میں خواتین کے جلسوں کو آرگنائز کیا، نظر بند بھی ہوئی

تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے بڑا کام کیا

سابق رکن قومی اسمبلی، حقوق نسواں کی علمبردار بیگم مہناز رفیع سے دختران اسلام کی خصوصی گفتگو

انٹرویو: ام حبیبہ / نازیہ عبدالستار

پاکستان بننے سے لے کر اب تک بہت سی خواتین کے نام پاکستان کی سیاست کا حصہ رہے ہیں۔ ان میں کچھ خواتین نے تو صرف موروثی سیاست کے تحت اس میدان میں قدم رکھا مگر بعض خواتین ایسی ہیں جنھوں نے اپنی محنت، لگن سے اپنا مقام بنایا اور کامیابیوں کا سفر طے کیا یہ سفر یقیناً آسان نہیں ہے خصوصاً پاکستان کی سیاست میں تو یہ بدرجہ اتم مشکل ہے۔ ایسی ہی ایک شخصیت بیگم مہناز رفیع صاحبہ ہیں۔ آپ کے والد چوہدری محمد رفیع کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ وہ قائداعظم محمد علی جناح کے بے لوث ساتھی اور مسلم لیگ (یوپی) کے جوائنٹ سیکرٹری رہے مگر بیگم مہناز رفیع نے صرف اپنے والد کے بل بوتے پر نہیں بلکہ محنت و لگن سے اپنی کامیابیوں کا سفر طے کیا۔ پاکستانی سیاست پر ان کی گہری نظر و شمولیت کی وجہ سے ماہنامہ دختران اسلام اس شمارے میں محترمہ مہناز رفیع کا خصوصی انٹرویو شائع کر رہا ہے۔

اپنی ابتدائی زندگی کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے بیگم مہناز رفیع نے کہا کہ میں نے اپنی ابتدائی تعلیم مدرسۃ البنات سے حاصل کی۔ ایف ایس سی گلبرگ کالج سے جبکہ گریجویشن لاہور سے کیا۔ میں ڈاکٹر بننا چاہتی تھی لیکن میری یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔ میں چونکہ سکول کے زمانہ سے ہی وہ گرلز گائیڈ کا حصہ رہی لہذا وہیں سے مجھے ریڈیو میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے 100 سے زائد ڈراموں میں کام کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ خواتین، بچوں اور سماجی امور کے حوالے سے لاتعداد پروگراموں میں حصہ لیا۔

عملی سیاست کے آغاز سے متعلق سوال پر انہوں نے کہا کہ 1976ء میں میں نے تحریک استقلال میں شمولیت اختیار کی وہیں سے اپنی عملی سیاست کا آغاز کیا۔ سیاسی میدان میں محسوس کیا کہ عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھا جارہا ہے۔ جاگیردار اپنی بیٹیوں کی شادیاں قرآن سے کردیتے تاکہ ان کی جائیداد کسی دوسرے کے پاس نہ چلی جائے۔ اسلام نے عورتوں کو وراثت میں حصہ دیا ہے مگر اسے اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔

تحریک نظام مصطفیﷺ کے دوران خواتین کے جلسوں کو منظم کیا اور نظر بندی کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حقوق انسانی کے تحفظ اور جمہوریت کی بحالی کے لیے طویل جدوجہد کی۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں تین بار جیل بھی گئی۔ 1999ء میں پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ بعد ازاں میں تحریک استقلال پنجاب کی صدر رہی۔ بے نظیر بھٹو کے دور میں تحریک نجات میں بھرپور جدوجہد کی۔ 2003ء میں پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے خواتین کی مخصوص نشست پر رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئی۔ پھر میں قومی اسمبلی میں ترقی خواتین کی مجلس قائمہ کی چیئر پرسن ہیومن رائٹس سوسائٹی پاکستان کی نائب صدر، ویمن

رائٹس کمیشن کی چیئر پرسن اور جیلوں کی ریفارمز کمیٹی کی رکن بھی رہی۔2001ء میں وزیر اعظم کے ہمراہ سارک ممالک کا دورہ بھی کیا۔اس وقت میں پاکستان تحریک انصاف کا حصہ ہوں۔

بیگم مہناز رفیع مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کو پاکستانی عورت کے لیے ایک رول ماڈل تصور کرتی ہیں۔جب نظریہ پاکستان ٹرسٹ نے سال 2003ء کو مادر ملت کے سال کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے اس ضمن میں فعال کردار ادا کیا۔اسی طرح 2001 کو سال قائداعظم اور 2002ء کو سال علامہ محمد اقبال کے طور پر مناتے وقت بھی کلیدی کردار ادا کیا۔انہی گرانقدر قومی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے بورڈ آف گورنرز کی رکن مقرر کیا گیا۔

بطور ممبر قومی اسمبلی انہوں نے عورتوں کے لیے قانون سازی کروائی، اسمبلیوں میں عورتوں کے لیے 17 فیصد سیٹس جبکہ لوکل گورنمنٹ میں 33 سیٹیں مختص کرائیں۔لوکل گورنمنٹ میں عورتوں کے لیے اپنے حقوق کی شناخت کے لیے ادارے بنوائے جہاں پر عورتوں کے حقوق سے آگاہی کے لیے لیکچرز دیئے جاتے ہیں۔گھر میں بیٹھ کر کام کرنے والی عورتوں کے لیے ایک ہنر ایک نگر کے نام سے پروگرام کا آغاز کیا ہے۔

قیام پاکستان میں خواتین کے کردار سے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان کی کامیابی کے نتیجے میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا اس میں عورتوں کا کردار ناقابل فراموش ہے۔خود قائد تحریک نے محسوس کیا جب تک عورتیں تحریک پاکستان میں حصہ نہیں لیں گی آزادی کا حصول ممکن نہیں۔

پاکستان کے موجودہ سیاسی نظام پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پہلے جو لوگ سیاست میں شامل ہوتے تھے وہ نظریاتی تھے لیکن اب سیاست موروثی سیاست میں تبدیل ہوچکی ہے۔جس سے سیاست چند خاندانوں میں مرکوز ہوکر رہ گئی ہے جبکہ مخلص، باکردار اور اعلیٰ صلاحیت کے حامل لوگ

”ہنر سیکھو، اپنے لیے، خاندان کے لیے اور ملک کے لیے“

موجودہ سیاسی نظام میں سروائیو نہیں کر پا رہے۔اب سیاست میں ایسے لوگ آرہے ہیں جو نظریہ پاکستان سے واقف نہیں ہیں بلکہ ذاتی مفاد کو قومی مفادات پر مقدم رکھتے ہیں۔

مزید انہوں نے کہا کہ میں نے سیاست میں اور دیگر شعبوں میں کام کیا ہے مگر مجھے سب سے زیادہ خوشی و اطمینان عورتوں کے لیے کام کرکے حاصل ہوتا ہے۔وقت اور تعلیم کے ساتھ عورتوں کے حالات میں بہتری آئی ہے لیکن اتنی نہیں آتی جتنی آنی چاہئے تھی۔میں اس وقت تین NGO's کے ساتھ کام کررہی ہوں جس میں ہوم نیٹ، شرکت گاہ اور عورت فاؤنڈیشن ہے جو بڑی نیک نیتی سے عورتوں کے حقوق کے لیے کام کررہی ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے عورتوں کے حقوق کی بحالی کے لیے ادارے بنائے جائیں۔انہیں مضبوط کیا جائے کیونکہ ایک شخص سب کے لیے آواز نہیں اٹھا سکتا۔

ملک میں بہتری کے لیے تجاویز دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملک میں بہتری کی سب سے اہم ذریعہ تعلیم ہے۔تعلیم کے بغیر ذہنوں میں تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔دوسری اہم بات طبقاتی تقسیم کو ختم ہونا چاہئے ادارے قائم ہیں لیکن سیٹوں پر وہی لوگ براجمان ہیں جو پہلے حکومت کرتے تھے۔وہ صرف اپنے ذاتی مفاد کے لیے کام کرتے ہیں ملکی اور عوام کے فائدے سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔صوبے کے مجسٹریٹ کو چاہئے کہ وہ پارٹی کے ڈسپلن کو استعمال کرتے ہوئے مہنگائی کو کنٹرول کرے جبکہ غریب عوام کا کوئی پرسان حال نہیں۔مہنگائی دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔بے شک مہنگائی بڑھ رہی ہے لیکن ٹیلی ویژن بھی صحیح معلومات عوام تک ہی پہنچا رہے ہے جس کی وجہ سے بھی عوام میں اشتعال انگیزی بڑھ رہی ہے۔

نوجوان نسل میں نظریہ پاکستان سے آگاہی کے فقدان پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان میں حب الوطنی کے مفقود ہونے کی وجہ مغرب سے مرغوبیت ہے۔ہماری نوجوان

بیگم مہناز رفیع مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کو پاکستانی عورت کے لیے ایک رول ماڈل تصور کرتی ہیں۔ جب نظریہ پاکستان ٹرسٹ نے سال 2003ء کو مادر ملت کے سال کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے اس ضمن میں فعال کردار ادا کیا۔ اسی طرح 2001 کو سال قائداعظم اور 2002ء کو سال علامہ محمد اقبال کے طور پر مناتے وقت بھی کلیدی کردار ادا کیا

نسل مغرب کی دلدادہ ہورہی ہے اور مذہبی و دینی اقدار کو فرسودہ سمجھتی ہے جبکہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ مذہب انسان کو جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے دوسری مذہب کی دوری کی بنیادی وجہ آج کل کے نام نہاد علماء کرام جو دین کی صحیح تعلیمات کو نوجوانوں تک پہنچانے میں قاصر ہیں۔ تیسری اہم وجہ موبائل کا کثرت سے استعمال ہے جو نوجوان نسل کی تربیت میں اہم رکاوٹ ہے پھر والدین بھی بچوں کی تربیت سے بری الذمہ ہوتے جارہے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تعلیمی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے اندرون و بیرون ملک ایسے تعلیم مراکز متعارف کروائے ہیں جس میں دین اور دنیا کے علوم کو پڑھایا جاتا ہے اور ایسی کھیپ ہی معاشرہ کی فلاح و بہبود میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔ قرآنی انسائیکلو پیڈیا جو ان کا عظیم علمی شاہکار ہے۔ جس میں ایک موضوعات پر تمام آیات کو جمع کیا گیا ہے جس کا انگلش میں بھی ترجمہ منظر عام پر آچکا ہے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے شعبہ جات کے حوالے سے انہوں نے کہا پاکستان میں ایسی تنظیمیں بہت کم ہیں جو منظم انداز میں پاکستان اور بیرون ممالک میں اپنا نیٹ ورک چلا رہی ہیں۔ بالخصوص بچوں کا شعبہ ہمیشہ نظر انداز ہوتا جس طرح بچوں کی تربیت پر منہاج القرآن ویمن لیگ کام کررہی ہیں، خواتین کی امپاورمنٹ کے حقیقی تصور پر Woice، ایم ایس ایم سٹوڈنٹس کی اخلاقی وفکری تربیت پر کام کررہی ہے وہ قابل تحسین ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ویمن ایمپاورمنٹ پر جو عملی قدم اٹھایا ہے اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

آخر میں انہوں نے قارئین کو پیغام دیا کہ تبدیلی اس وقت آئے گی جب عام آدمی کی زندگی میں تبدیلی آئے گی۔ تبدیلی کا مطلب پیسہ نہیں بلکہ تعلیم و تربیت ہے۔ تبدیلی اس وقت آئے گی جب لوگوں پر محنت کریں گے۔ تبدیلی اس کا نام نہیں ہے کہ کسی کو راشن کارڈ پکڑا دیئے جائیں، بنیادی تبدیلی عام آدمی کو تعلیم کے ساتھ ہنر سکھانے میں ہے یہی بات قائداعظم نے 1947ء میں کہی تھی کہ

''ہنر سیکھو، اپنے لیے، خاندان کے لیے اور ملک کے لیے''۔

ہمارے معاشرہ میں ہنر مند کی کوئی عزت نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

اظہار تعزیت

ممبر ایڈوائزری بورڈ دختران اسلام اور ویمن لیگ سینئر رہنما ڈاکٹر شاہدہ نعمانی کے سسر اور محترم ڈاکٹر نعیم انور نعمانی کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔

ضلع فیصل آباد کی ناظمہ تربیت محترمہ روبینہ خاکی کے والد محترم تحریک کے دیرینہ رفیق محترم غلام رسول شاہ خاکی، پھالیہ کی صدر محترمہ راحیلہ زید کے بھائی، محترمہ حمیدہ باجی (نائب قاصدہ ویمن لیگ) کا بھانجا، ویمن لیگ گوجرانوالہ کی سینئر رہنما محترمہ فوزیہ سراج، محترمہ فریحہ سراج کے والد محترم حاجی سراج دین قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

تحریک کے لاکھوں کارکنان کیلئے رول ماڈل...... عدنان جاوید

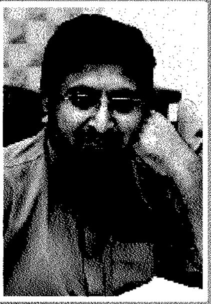

تحریک منہاج القرآن کے قابل
فخر سپوت عدنان جاوید کے
لیے ہر آنکھ اشکبار اور ہر ہاتھ دعا گو ہے

قاضی فیض الاسلام

سوئے ہوئے بمشکل 45 منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ’’اٹھیں واپس جانا ہے‘‘ کی خفیف سی آواز میرے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی مگر گہری نیند سے بیدار کرنے میں ناکام رہی۔ دوبارہ کی گئی کوشش سے میں جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ جملہ تھا ’’عدنان جاوید صاحب فوت ہوگئے‘‘۔ اٹھنے کے باوجود مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ ادھر ادھر دیکھا تو مغربی کھڑکیوں سے باہر مظفر آباد کے پہاڑ مجھے پیغام دے رہے تھے کہ یہ خواب نہیں ہے۔ فقرے کی حقانیت کا یقین لینے کے لیے میں نے نائب ناظم اعلیٰ رانا فیاض صاحب جو شدت غم سے سر جھکائے بیٹھے تھے، سے پوچھا ’’کیا کہا آپ نے‘‘؟ انہوں نے گلوگیر آواز میں آخری فقرہ دہرادیا۔ میرے ذہن میں آندھیاں چلنے لگیں اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ میں پاگلوں کی طرح کمرے میں موجود بیدار اور سوئے ساتھیوں کو گھور رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟

کم و بیش 48 گھنٹے قبل اپنی رہائش گاہ سے دو منٹ پیدل کی مسافت پر عدنان جاویدؒ کے گھر عیادت کے لیے گیا تھا۔ ڈپٹی ڈائریکٹر فنانس تحریک منہاج القرآن محترم عبدالرحمٰن اور برادر فرحان جاوید ان کی دیکھ بھال اور خدمت پر مامور تھے اور سینٹرل پنجاب کے سیکرٹری فنانس بابر سیہول بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ان کا زندگی سے بھرپور ہنستا مسکراتا شاداب چہرہ دیکھ کر آیا تھا، جس پر اللہ کی شکر گزاری اور اطمینان واضح لکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے میرے سامنے لیٹے لیٹے آفس کے کچھ ضروری کاغذات پر دستخط بھی کیے تاکہ دفتری امور میں ہلکی سی رکاوٹ بھی نہ آنے پائے۔ ان کا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے میں ان کے بیڈ کے کنارے پر بیٹھا رہا تھا، مجھے کیا معلوم تھا کہ ان کے نرم و نازک ہاتھ کا لمس اور ان کی پیاری آواز مجھے آخری دفعہ نصیب ہورہی ہے۔ زیادہ دیر رکا نہیں مبادہ ان کے آرام میں مخل نہ ہوں۔ واپسی پر میری زبان پر اللہ کا بہت شکر اور ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعائیں تھیں۔

تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کے تقریباً 65 عہدیداران و ذمہ داران لاہور سے آزاد کشمیر (وادی نیلم) کی چند روزہ سیاحت کے لیے مظفر آباد پہنچے ہی تھے کہ جدائی کی اس خبر نے قیامت صغریٰ مچادی۔ میرے لیے مظفر آباد کا سفر دوسری مرتبہ قلب و روح کو زخمی کرنے کا باعث بنا۔ موجودہ کرب کسی طور پر بھی 2005ء میں آنے والے زلزلہ کے بعد تباہی کے مناظر دیکھنے سے کم نہ تھا۔ سیاحت کے لیے نکلے مرکزی عہدیداران و ذمہ داران یہ روح فرسا خبر سننے کے بعد ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر گویا یہ پوچھ رہے تھے کہ اس خبر پر کیسے یقین کیا جائے؟ مگر ان کی اداسی اور عجیب و غریب خاموشی چغلی کھا رہی تھی کہ اس وقت عدنان جاوید بھائی کا ہنستا مسکراتا چہرہ ہر کسی کے تخیل کا مرکز بنا ہوا ہے۔ لاہور واپسی کے لیے 12 گھنٹوں کی طویل مسافت میں ہر کوئی ان کے ساتھ گزری خوشگوار یادوں میں گم تھا۔ منہاج

یونیورسٹی لاہور کے اکاؤنٹس منیجر محترم علی محی الدین جو عدنان جاویدؒ کے خالہ زاد بھائی ہیں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ واپسی کے سفر پر رواں اکثر ساتھیوں کی کھلی اور بند آنکھوں سے بہنے والے آنسو گواہی دے رہے تھے کہ عدنان بھائی ایک مہربان اور ہر دلعزیز بادشاہ کی طرح ہر کسی کے دل پر خاموش حکمرانی کر رہے تھے مگر چھپی ہوئی اس بادشاہی کو آج ان کی جدائی نے آشکار کر دیا تھا۔

محمد عدنان جاویدؒ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے مرکزی سیکرٹریٹ میں ڈائریکٹر فنانس کے انتہائی اہم اور حساس عہدہ پر گذشتہ 7 سال سے فائز تھے۔ انہوں نے اس ذمہ داری کو وفاداری، وقار اور بہترین صلاحیت کے بھرپور استعمال سے اس طرح نبھایا کہ ان کا خلاء کوئی فرد واحد تو کبھی پر نہ کر سکے گا۔ البتہ چند ذہین، باصلاحیت اور محنتی پروفیشنلز آنے والے وقت میں مل کر اس عظیم نقصان کی تلافی کے قابل ہوسکیں۔ مشن کے بہترین مفاد کے لیے کامل دیانتداری کے ساتھ ایک ایک لمحہ گزارنا ان کی پہلی اور آخری ترجیح ہوا کرتی تھی۔ سالانہ عالمی میلاد کانفرنس، دس روزہ اعتکاف، اجتماعی قربانی، منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اور اسی طرح دیگر پراجیکٹس کے فنڈز کے لیے ناظم اعلیٰ اور دیگر قائدین کے ساتھ مل کر پلاننگ کرنا اور اہداف کے حصول اور انہیں زیادہ سے زیادہ نتیجہ خیزی کے لیے خرچ کرنے کے سارے عمل میں ان کا کلیدی رول ہوتا تھا۔ وہ جنونی انداز میں کام کرتے تھے مگر انکا چہرہ ان کے باطنی احساسات اور جذبات سے کلیتاً مختلف، انتہائی پرسکون ہوتا تھا۔ البتہ پراجیکٹس کے لیے مالیاتی اہداف کے حصول کے بعد وہ انتہائی عاجزی سے بالائی قیادت کو خوشخبری سناتے تو ان کی باطنی خوشی ان کے چہرے کی بشاشت سے واضح جھلک رہی ہوتی۔ اعلیٰ قیادت کے ساتھ مسائل ڈسکس کرتے تو ان کے حل کے لیے ان کی فائل میں ایک سے زائد آپشنز موجود ہوتی تھیں۔

بین الاقوامی سطح پر حضور شیخ الاسلام کی شاندار کامیابیوں کے موقع پر ان کی خوشی دیدنی ہوتی اور وہ فرط جذبات سے تحریک کے عہدیداران و کارکنان سے گلے مل کر اپنی خوشی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ ایسے مواقع پر اکثر راقم کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ آفس لے جاتے اور بار بار تفصیلات پوچھتے اور اپنے جذبات کا اظہار بھی کرتے۔ او آئی سی کی ریاض میں ہونے والی حالیہ کانفرنس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خطاب کے بعد وہ بہت زیادہ پرجوش اور خوش تھے۔ وہ اس بڑی کامیابی اور مستقبل میں مشن کی مزید کامیابیوں پر کافی دیر گفتگو کرتے رہے۔ حضور شیخ الاسلام کی تاریخ ساز شخصیت کی کسی بھی جہت کا ذکر ہوتا وہ انتہائی انہماک اور کمال شوق سے سنتے اور کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اپنے آفس میں بیٹھے ان ہی موضوعات پر بات چیت کے دوران سٹاف کا کوئی فرد آجاتا تو کہہ دیتے کچھ دیر ڈسٹرب نہ کریں، میں ضروری بات کر رہا ہوں۔ ابھی آپ کو خود بلا لوں گا۔ نشست برخاست ہوتی تو فوراً متعلقہ عہدیدار کو آواز دیتے کہ آجائیں۔

وہ حقیقی معنوں میں ایک لیڈر تھے انہوں نے حضور شیخ الاسلام کے اس فلسفہ کو دل و دماغ میں جاگزیں کرلیا تھا کہ سالوں کی محنت اور عرق ریزی سے حاصل ہونے والی صلاحیت اور اختیارات کو حقیقی معنوں میں تقسیم کرنا اور اپنی مسلسل نگرانی اور رہنمائی میں قابل ٹیم بنانا اور اسے بڑھاتے چلے جانا ہی اصل کامیابی ہے۔ انہوں نے 20 کے قریب نوجوانوں کو اسی اصول کے تحت اپنا دست و بازو بنایا۔ کئی دفعہ مالیات کے تینوں دفاتر میں وہ خود اپنے جونیئرز کو موقع پر سمجھاتے اور انتہائی سلجھے انداز سے سرزنش کرتے بھی دکھائی دیتے۔ وہ ٹیم کے ہر نوجوان کو اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے میں بڑے بھائی کی طرح معاون تھے۔ آٹھ MBA,s اور چار ایم فل (جن کی تکمیل قریب ہے) ان کی ٹیم کا حصہ ہیں ان سب کی تعلیمی ترقی کی وجہ عدنان جاوید ہی تھے۔

ان کی زبان پر اکثر انگلش کے دو الفاظ ہوتے No Issue۔ ان کا یہ سٹائل دوسروں کو یہ کہہ رہا ہوتا تھا کہ یہ آپ کا نہیں میرا مسئلہ ہے۔ میں اسے ضرور حل کروں گا۔ وہ اپنے عمل سے دوسروں کو پیغام دیتے کہ بڑی سے بڑی مشکل اور رکاوٹ انسان سے شکست کھانے کے لیے ہے۔ وہ ایسا کہہ کر اپنی ٹیم کو یہ احساس دلاتے تھے کہ غلطیوں کے باوجود مسلسل محنت ہی کامیابی کی سیڑھیاں چڑھاتی ہے۔ وہ غلطیوں سے سیکھنے

والے کو مزید اعتماد دیتے تھے۔ وہ مزاج آشنا تھے اور ہر کسی کو اس کی طبیعت کے مطابق ڈیل کرتے تھے اس لیے ان کی ٹیم میں 70 سالہ بزرگ اور نوجوان یکساں ذہنی سکون کے ساتھ فرائض منصبی ادا کرتے تھے۔

عدنان جاویدؒ کی شخصیت میں غصہ کا خفیف سا ظہور میں کبھی نہ دیکھا جا سکا۔ تناؤ کے موجودہ ماحول میں یہ غیر معمولی قابل تعریف رویہ تھا۔ یقیناً اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا قلب، قلب سلیم تھا اور اس پر نفس کی بجائے روح کی حکمرانی تھی۔ جاہ و منصب کی طلب انہیں چھو کر بھی نہ گزری تھی، عجز و انکساری اور خالص ترین جذبات سے ہم آہنگ مسکراہٹ ان کے بارونق چہرے کا خاصہ تھی جو دوسروں کو پیغام دے رہی ہوتی تھی کہ ان کا باطن سکون اور اطمینان کی دولت سے لبریز ہے۔

مرکزی سیکرٹریٹ، تنظیمات، فورمز، منہاج ویمن کالج، کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز، منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن، منہاج یونیورسٹی، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، آغوش اور دیگر ذیلی اداروں میں فیصلہ سازی میں ان کا مرکزی کردار ہوتا تھا۔ اس لیے وہ ڈائریکٹر فنانس سے بہت بڑھ کر تحریک کی اعلیٰ ترین قیادت میں اہم ستون کا درجہ رکھتے تھے۔ نہایت قلیل مدت میں وہ ناظم اعلیٰ صاحب، مرکزی قائدین اور فورمز کے قائدین کی آنکھوں کا تارہ بن گئے تھے۔ میں اکثر سوچتا کہ ''ڈائریکٹر فنانس کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے''۔ مختلف فورمز اور تعلیمی اداروں کو مالی استحکام کی طرف بڑھانے میں ان کا بہت بڑا کردار تھا بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ شیخ الاسلام کی توجہ کا وہ مرکز تھے جس کی وجہ سے عدنان جاوید اور برکت لازم و ملزوم ہوگئے تھے۔ درجنوں مسائل کو حل کرنے کے لیے وہ ہمیشہ پرعزم رہتے اور موجودہ ذمہ داری کے تناظر میں ہر کوئی گواہ ہے کہ انہوں نے روایتی انداز سے ہٹ کر مشکلات کو آسانیوں میں بدلنے میں بنیادی رول ادا کیا۔ تحریکی ساتھیوں کے معاملات حل کرنے کے لیے وہ اپنے اختیارات سے بڑھ کر کردار ادا کرتے اور مختلف متبادل آپشنز کے ذریعے مسئلہ حل کرنے تک چین سے نہ بیٹھتے۔ فیملی ممبران کے ذریعے پہلے خود حصہ ڈال کر مدد کرنے کی ان گنت مثالیں بھی ان کا توشہ آخرت ہیں۔ اکثر ایسے انداز سے مسئلہ حل کردیتے جو بظاہر ناممکن ہوتا تھا۔ اس طرح وہ ایک خاموش خدمت گار تھے اس عمل سے وہ اپنے لیے سکون اور انرجی حاصل کرتے تھے اور مشن کی خوب سے خوب تر خدمت کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ وہ اس انرجی کو بڑھاتے رہنے کے بھی قائل تھے تاکہ اخلاص اور دردمندی سے جاری ان کے خدمت کے جذبے کو حدت ملتی رہے۔

کسی کام سے ان کے آفس جانے یا فون کرنے پر معلوم ہوتا وہ ''آغوش'' میٹنگ کے لیے گئے ہیں، فلاں بینک کے اعلیٰ افسر آئے ہیں ان کے ساتھ بیٹھے ہیں، شریعہ کالج یا منہاج ویمن کالج میں میٹنگ کے لیے گئے ہیں۔ ان میں ایک انتھک روح تھی جو ان کے جسم کو متحرک رکھتی تھی۔ فنانس کمیٹی، سینٹرل ورکنگ کونسل، کور کمیٹی، مرکزی نائب صدر، ناظم اعلیٰ، ڈائریکٹر DFA، ڈائریکٹر ایڈمن، نائب ناظم اعلیٰ کوآرڈینیشن اور دیگر نائب ناظمین اعلیٰ، پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی اور صوبائی قائدین کون سا ایسا فورم اور شخصیت تھی جو ان کے بغیر کسی کام کو آگے بڑھاتی وہ لازم و ملزوم ہوگئے تھے۔ باوجود اس کے کہ ایک وقت میں درجن کام چل رہے ہوتے تھے اللہ نے انہیں ان مصروفیات کے باوجود دو سے تین گھنٹوں میں اپنے آفس ورک کو روزانہ کی بنیاد پر نبٹانے کا ملکہ دے رکھا تھا۔ اکثر وہ اس وقت بھی دفتر میں بیٹھے ہوتے جب مرکز پر چند افراد ہی رہ گئے ہوتے تھے۔

زندگی میں ایک غفلت یقیناً ان سے ہوتی رہی، اس کا سبب بھی ان کی تحریکی زندگی کی نہ ختم ہونے والی مصروفیات ہی تھیں۔ وہ اپنی صحت کا اچھا خیال نہ رکھ سکے اور اپنے اندر چھپی اور پنپتی ہوئی خطرناک بیماری کا بروقت ادراک اور تدارک نہ کرسکے البتہ وہ ایسے باصلاحیت، ذہین اور انتہائی پروفیشنل صحت مند افراد سے بدرجہا بہتر تھے جن کی منزل دنیاوی مناصب اور آسائشوں کے حصول تک محدود ہوتی ہے اور ان کی زندگی مقصدیت سے کلیتاً خالی ہوتی ہے۔ عدنان جاویدؒ نے تحریک منہاج القرآن جیسی اجتماعیت میں گو بہت کم زندگی گزاری مگر وہ لاکھوں کارکنان اور قائدین کے لیے رول ماڈل بن کر داعیِ عدم کو لبیک کہہ گئے۔

32 سال کی نوعمری میں وہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی

تحریک کی مرکزی قیادت میں اہم ترین مقام بنا چکے تھے۔ انہوں نے جو منصب حاصل کرلیا تھا انہیں شائد اس کا خود بھی احساس نہ تھا کیونکہ وہ تو اور آگے اور آگے کے سفر میں ایسی سوچ کو بھی قریب نہیں پھٹکنے دیتے ہوں گے۔ حقیقت میں یہی رویہ انسان کو بلندیاں عطا کرتا ہے۔ عدنان جاویدؒ کم عمری میں ہی بڑا مقام حاصل کر چکے تھے۔ نماز ظہر اور عصر وہ اکثر چیئرمین سپریم کونسل کی غیر موجودگی میں ان کے آفس میں پڑھتے۔ محترم امتیاز حسین اعوان اور دیگر احباب ان کی سسکیوں اور مناجات کے گواہ ہیں۔ وہ ایک چھپے ہوئے صوفی تھے۔ اللہ بھی یقیناً ان سے راضی ہو چکا تھا اس لیے تو اخروی نعمتوں اور اپنا دیدار عطا کرنے کے لیے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ مزاج کی سادگی اور عجز و انکساری کے حسن نے ان کی شخصیت کی درجنوں جہتوں اور ہمارے درمیان دبیز پردہ حائل کر رکھا تھا جو ان کی جدائی نے مکمل طور پر ہٹا دیا ہے۔

گذشتہ 25 سال میں راقم نے حضور شیخ الاسلام اور ان کے نور نظر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کو کسی فرد کی رحلت پر اس قدر غمگین اور دل گرفتہ نہیں دیکھا جنازہ اور تدفین کے موقع پر حضور شیخ الاسلام کی دعا نے خود ان کے قلب اطہر میں پنہاں غم کی شدت کو جس طرح عیاں کیا اس سے وہاں موجود ہر شخص کا سینہ پھٹا جارہا تھا۔ حضور شیخ الاسلام اور ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، شیخ حماد مصطفیٰ اور شیخ احمد مصطفیٰ العربی کی شدت غم بتارہی تھی کہ محترم عدنان جاویدؒ کے لیے خاندانِ القادریہ کی شدید ترین محبت کس درجہ کی ہے۔ عدنان جاویدؒ کے اخلاص اور وفاداری کو منہاج القرآن کا ہر کارکن بوسہ دیتا ہے اور اُن کے مقدر پر نازاں و فرحاں ہے۔

جنازہ میں شرکت کے لیے چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری خصوصی طور پر لندن سے تشریف لائے اپنے قیام کے دوران شب و روز انہوں نے عدنان جاویدؒ کی ہی باتیں کیں۔ ان ہی کی یادوں کو دہرایا۔ ان ہی کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا اور سب سے کمال شوق اور محبت سے سنا بھی۔ غم کی شدت سے لبریز سینے کے باوجود انہوں نے محدود جلوت میں بھی جس طرح ضبط قائم رکھا یہ اُن ہی کا خاصہ ہے۔

صدق، اخلاص، وفاداری، امانت، دیانت، خدمت، فراست و بصیرت، بردباری، کمال درجہ عجز و انکساری، حیاء اور تقویٰ سے مزین عدنان جاویدؒ بھائی کا سفر آخرت دیدنی اور قابل رشک تھا۔ جانا تو سب نے ہے مگر وہ جس طرح روانہ ہوئے ایسی روانگی لاکھوں کروڑوں میں کسی ایک کا مقدر ہوتی ہے۔

حضور شیخ الاسلام نے جنازے کے بعد ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعا کے دوران جو الفاظ استعمال فرمائے وہ عدنان جاویدؒ ہی کا نصیب تھے۔ کسی بڑے سے بڑے تحریکی قائد، عہدیدار یا کارکن کے لیے ایسی دعا راقم نے کبھی نہیں سنی۔ جنازہ اور تدفین کے مناظر کا ہر لمحہ منہاج ٹی وی کی کہنہ مشق ٹیم کے ذریعے حضور شیخ الاسلام نے لندن میں دیکھا۔ یہ منظر بھی پہلی دفعہ دیکھنے کو ملا۔ تدفین کے بعد انہیں حضور شیخ الاسلام نے جن دلی کیفیات اور دعاؤں کے ساتھ اللہ کے سپرد کیا اس کو بیان کرنا احقر کے لیے ممکن نہیں۔ اتنا ضرور عرض کروں گا کہ عدنان جاویدؒ کے جنازہ میں شرکت کرنے والے بھی بہت خوش نصیب ہیں۔ حضور شیخ الاسلام نے حق فرمایا کہ عدنان جاویدؒ (جنت میں ہمیشہ رہنے والا) کی قبر سے اردگرد کی قبور کو بھی فیوض و برکات نصیب ہوں گے اور عدنان جاویدؒ ان میں سے ہوں گے جو اپنے خاندان کی شفاعت کا باعث بنیں گے۔

عدنان جاویدؒ یقیناً اپنے نام کے معنی اور مفہوم کو بہت زیادہ جانتے تھے اس لیے انہوں نے اپنے عمل صالح اور تقویٰ سے اس کی لاج رکھی اس لیے میں یہ ضرور کہوں گا کہ عدنانؒ۔۔۔ جاوید ہوگئے!

آخر میں دعا گو ہوں کہ عدنان جاویدؒ کی قبر پر ہمیشہ کروڑوں رحمتوں کی برسات ہوتی رہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہر لمحہ ان کے درجات میں بلندی کے سلسلہ کو جاری رکھے۔ بارگاہ الوہیت سے حضور شیخ الاسلام کی فیملی، عدنان جایدؒ کے والدین، بھائی، ہمشیرگان اور خاندان کے دیگر افراد اور منہاج القرآن فیملی کے لاکھوں سوگواران کو اس عظیم صدمہ پر صبر کی وافر دولت میسر ہو۔ (آمین ثم آمین)

❁❁❁❁❁

عدنان جاویدؒ کی اخلاصِ محنت سے عبارت زندگی قابلِ رشک ہے

مخلص، ایماندار، پرعزم اور باہمت افراد تحریکوں کی پہچان اور اثاثہ ہوتے ہیں

کامیابیوں کا سفر آسان نہیں ہوتا۔ اس کے لیے عزم و ہمت، بلند ارادوں اور شب و روز کی محنت کے ساتھ ساتھ خون جگر بھی دینا پڑتا ہے مگر کچھ لوگ اسی سفر میں اپنے عمل، اصولوں اور اعلیٰ اقدار سے ایسی مثالیں قائم کرتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر انسان حیرت زدہ ہوجاتا ہے۔ ان کے دل کی دھڑکن ہی زندگی کی علامت نہیں پیدا کرتی بلکہ ان کا عزم ذرہ کو آفتاب بناکر کامیابی کا سفر مکمل کرتا ہے لیکن منزل پاکر وہ آرام سے بیٹھ نہیں جاتے نئی منزلوں کی جستجو ہمیشہ ان کی راہنما ہوتی ہے۔

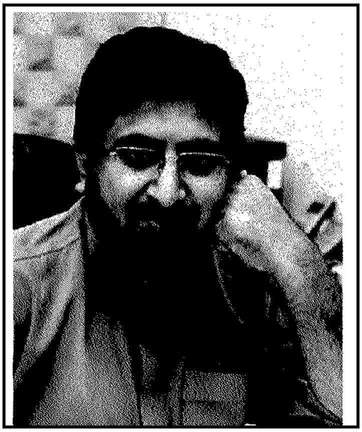

یہی وجہ ہے مخلص، ایماندار، دیانتدار، پرعزم اور باہمت افراد تحریکوں کی پہچان اور اثاثہ ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کی مخلصانہ کاوش سے تحریکیں اپنے نصب العین کے حصول میں کامیاب و کامران ہوتی ہیں اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی مثبت سوچ اور جہد مسلسل سے معاشرہ میں مثبت تبدیلیاں اور روایات جنم لیتی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کے مرکز پر خدمات سرانجام دینے والی شخصیت محترم عدنان جاوید (ڈائریکٹر فنانس) درج بالا خوبیوں کے مالک تھے جو مورخہ 30 جون 2019ء کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئے، (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ مرحوم عدنان جاوید کی اخلاصِ محنت سے عبارت مختصر زندگی قابلِ رشک تھی اور اس اعتبار سے بھی قابل رشک ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ان کے لیے جو تاریخی توصیفی کلمات ادا کئے وہ بلاشبہ ان کی شبانہ روز محنت اور مشن سے محبت اور وابستگی پر شاندار خراج تحسین ہیں۔

محترم عدنان جاوید کے ایصال ثواب کے لیے اندرون و بیرون ملک تمام تنظیمات کی طرف سے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی جملہ تنظیمات نے بھی ان کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی تقاریب منعقد کیں اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ عدنان جاوید کے درجات بلند کرے ان کی قبر کو جنت کے باغات میں ایک باغ بنائے اور ان کے اہل خانہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔

آخر میں سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عدنان جاوید کی طرح مشن سے وابستہ رہنے اور محنت کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم بھی اپنے قائد کی والہانہ محبت اور توصیف کے مستحق ٹھہرسکیں۔

منجانب: منہاج القرآن ویمن لیگ و دختران اسلام

PAKISTAN'S LEGAL & DIPLOMATIC WIN IN INTERNATIONAL COURT OF JUSTICE

Aiman Yousaf Mughal
Director Eagers (MWL)

International court of justice gave its verdict on Kulbushan Jadhav's case on June 17 making a breaking news for both of the countries, this decision was historic in terms of Diplomatic win for Pakistan and a lesson learnt for India and Indian RAW in specific.

Kulbushan Jadhav is an Indian navy officer who was arrested in Balochistan on the charges of spying and espionage in Pakistan. The verdict was very important for both the neighboring countries as both the governments' have been blaming each other on their involvement in terrorist activities in their respective countries. India went to ICJ after Pakistan's military court gave Kulbushan Jadhav death sentence. India's claim throughout this period was that Kulbushan was not an active naval officer and that he has been doing business in Iran and he was kidnapped by Mullah Omer of jaish e adl and was handed over to Pakistan Army.

India accusation on Pakistan in ICIJ were not informing India of Jadhav's detention, not informing Jadhav of his rights under Vienna convention, and not giving consular access to Jadhav. The demands included to declare the decision made by Pakistan's court null and void and release Jadhav and allow him safe passage to India. All these demands were rejected by ICJ except a request to Pakistan to reconsider consular access. This decision was a great diplomatic win

for Pakistan and resulted in sheer disappointment for India. This case was not limited to Kulbushan only, the result of this decision helped Pakistan in strengthening its claims on India's involvement in terrorist activities in Karachi and Balochistan. Especially in the light of new economic cooperation of China and Pakistan which India could not digest, Kulbushan played his role in sabotaging this cooperation by creating security issues for china and Pakistan.

Indian media as usual gave misleading information to people on this judgment and called it historic win for India which later on their own experts on media channels corrected them and called on for a better step ahead politically.

Pakistan played its cards very well by sending the proofs of India's involvement and the information gained from kulbushan to UK and USA. Pakistan's security forces also made sure to China on its serious efforts put in safety and security of Chinese officials in Balochistan and Gwadar. Moving forward now with Pakistan making sound developments in relationship with other countries and Afghanistan border fencing and improving security conditions, it has now become difficult for India to keep its terrorist activities running in Pakistan.

Pakistan has granted consular access to Jadhav, It is now in the mutual benefit for both of these countries to sit together and resolve issues through dialogue and end this never ending proxy wars and move forward with Peace which Pakistan is now sincerely trying and Pakistan has shown its will of Peace Making by freeing its Pilot and opening kartarpur border. United Nations should also play its role in bringing these two countries on table to avoid further loss of lives and tax money of these two nations.

☆☆☆☆☆

MSM
An agent of enlightenment and youth mobilization

Jaweria Waheed

It is axiomatic to believe that there is a link between youth of any country with its national development because both are closely interlinked. There does not exist only a symbiotic relation between the two but both depend on each other for mutual sustenance. Therefore, youth should play a productive and creative role because youth in any society are the engine of growth and development and the wheel of any development lies on their shoulder.

Considering this significant role in a society, heavy responsibility rests upon their shoulders towards the country. Apart from individual role that is obligatory on every citizen, students as a whole can play a decisive role towards nation-building. In this regard, student organizations provide a suitable platform, which through effective planning and networking can help channelize a directionless mob into national stream. These organizations execute the policies in a result oriented manner by enhancing the skills of its members and by providing them with ample opportunities of personal grooming in addition to their role in society.

One can accentuate the importance of these organizations by the fact that the developed states consider student organizations as important part of the society. European Union, for example, has been taking effective measures by developing a legal framework for student organizations for involving them in the process of quality assurance and enhancement and considers them as partners.

According to Alaniska and Erriksson, "In Finland, all undergraduate students automatically become members of their local student union, which is responsible for selecting student representatives to participate in all official decision-making bodies in a university; also, students belong to student associations at subject level and each of these associations has at least a person responsible for educational matters - more specifically, these local associations collect feedback about the student learning experience and organize workshops with students and teachers in order to discuss the results" (Alaniska & Erriksson, 2006).

Apart from quality assurance, these organizations are the nursery for future leadership of any country. There are numerous examples from the history that world renowned leaders were once part of student unions at their college or universities. The role of a small group headed by Dr. Sun Yet Sun was important in overthrowing monarchy in China. Also, an appraisal of any social movement, violent or peaceful movement in the history has always been influenced by the small group of youngsters be it Cuba under the leadership of Fiedal Castro or the role of a student led literary society La Giga Filipina under the leadership of Jose Rizal during Phillipines insurrection. (Polk, 2007)

Student organizations are also agents of bringing about social integration. Being part of an organization give youngsters a feeling of recognition and sense of motivation which when channelized through social interaction, social action projects and welfare based activities, develops their personalities and help them to play a constructive role in society.

Youth is more receptive and more responsive to social and economic grievances. History reveals that its youth that immediately responds to injustices prevalent in societies. Tales of American, Cuban, Chinese and French revolutions provide substance to this argument in which it was seem that enlightenment has shaped and motivated the young lot. The creation of Pakistan could not have been possible if the students of Aligarh movement have not been an active agent to the movement.

Considering the role and importance of student organizations, many such organizations have been established and are working in Pakistan. Leading examples among them are AIESEC, Youth Parliament, Pakistani Youth Organization, Insaf Students Federation, Mustafavi Students Movement, Pakistan Young Leaders Federation, Peoples Students Federation so on and so forth. Assessing nature of each organization, it is important to note that either of the organization is working in a specific dimension with limited and defined goals.

For instance, AIESEC is an international organization having its franchises all over the world. It focuses on leadership development and social action projects other than social connectivity across the globe. Youth Parliament and Pakistani Youth Organization are liberal and politically unaligned student organizations. Insaf Students Federation, Peoples Students Federation and All Pakistan Muttahida Students Organization are student wings of leading political parties of Pakistan and have defined political role and goals.

However, Mustafavi Students Movement (MSM) has a different outlook and covers a broad spectrum of working dimensions. Among the extreme right and extreme leftist wing, MSM is moderate, both in its outlook and ideology, and caters to needs and demands of students at large.

Mustafavi Students Movement (MSM) is a youth run organization which was founded on 6th October, 1994 by Prof. Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri, the Patron in Chief of Minhaj-ul-Quran International. The idea to establish MSM was to polish the potentials and abilities of the youth by inciting in them the zeal and enthusiasm towards their social responsibilities. By enlightening the minds of young lot MSM aims at socially mobilizing them so that they can play a constructive role for the development of the country. This Movement is active in universities, colleges, schools and even religious institutes across the country.

It aims at enlightening the minds and souls of young generation by directing their lives in the light of guidance attained from Holy Quran and the life of Holy Prophet (PBUH). It appraises the significance of social responsibilities that the individuals have towards the society by drawing their attentions to the real

issues of Pakistan by creating social awareness among the people so that an educated lot can actively participate in the national stream. Also, it engages the students in the social welfare projects and develops the leadership potential of youth through experiential learning, volunteer experiences and social awareness campaigns. It also tries to create an environment of peaceful co-existence by establishing good relations with different ethnic and religious groups which is very unique to this group.

Above all, the women wing i.e, MSM Sisters is an active unit of this organization which has its network in educational institutions, religious seminaries and in all cities and remote areas of Pakistan. MSM Sisters has a defined classification of work and four different societies and clubs are working to execute the working targets. These include; Al-Rohiya Club (For carrying out religious activities), The Literary Club (Focused upon the literary activities), Socio-Welfare society (carrying out welfare based activities) and The Research society (Working solely on research oriented working). MSM, therefore, serves as a model to be followed as it does not exclude any segment of the society and is a home to young and talented students all across Pakistan.

References:

Alaniska, H., Eriksson, S. Student participation in quality assurance in Finland. Helsinki: European Association for Quality Assurance in Higher Education, 2006.

Polk, R. W., Violent Politics. Hay House India, 2007.

☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کا سالانہ کارگردگی اجلاس

زونل نگران سنٹرل پنجاب محترمہ عائشہ مبشر کی چنیوٹ کے مختلف علاقوں میں تنظیم نو

زونل نگران جنوبی پنجاب محترمہ میمونہ شفاعت کا رحیم یار خان کا تنظیمی دورہ

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
AUG-2019
LAHORE
Regd CPL No.45

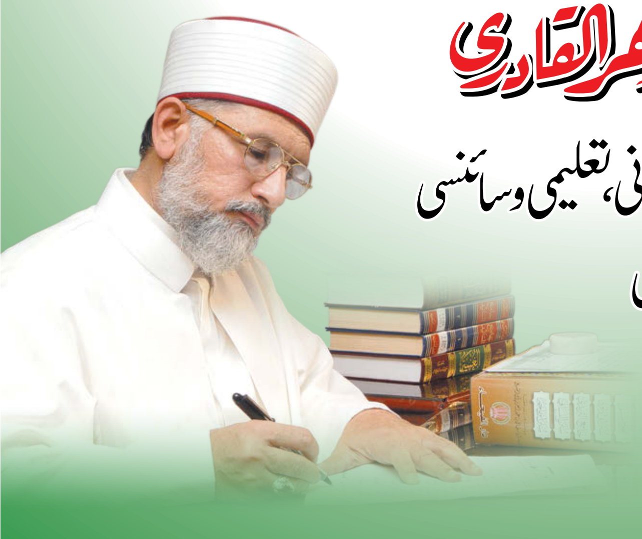

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 550
سے زائد کتب